ماہنامہ

معارف اسلام

صفر المظفر ۱۳۸۰ھ

[redacted]

...ن ۱۹۶۰ء

[redacted]

...یا علی اعزازی

...مد حسین کاظمی المرشدی

مدیر اعزازی

...یاث الدین



...ت فی پرچہ ۸ر

...چندہ سالانہ

پانچ روپے

...ز ادارہ معارف اسلام (رجسٹرڈ)

راستی و درستی بہترین سیاست است

ماہنامہ معارف اسلام لاہور

مدیر اعزازی:- غیاث الدین

جلد ۶	ماہ صفر المظفر ۱۳۸۰ھ مطابق اگست ۱۹۶۰ء	شمارہ ۵

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	گفتنی ها (از ادارہ)	
	— ایام عزا کے اثرات	۲
	— ماہ صفر کا غم بھی محرم سے کم نہیں	۴
	— آثار نبوی کے پردے (شعائر اللہ کی عزت و حرمت لازمی)	۶
	— بعض اخبارات کی ناعاقبت اندیشیاں	۱۱
	— نظامت ادارہ میں اہم تبدیلی (سید حسن علیشاہ کاظمی کی خدمات)	۱۵
	— کیا فرماتے ہیں علماء کرام و قومی اخبارات	۱۵
۲	شفقت و ادب کی تعلیم اور تذکرہ زوال بنو امیہ:- (ترجمان امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام)	۱۷
۳	حمد و معرفت خداوند تعالیٰ:- (از حضرت امام زین العابدینؑ)	۱۹
۴	اولاد مصطفیٰ پر ظلم اشقیاء (نظم تبرکات مرزا دبیرؒ)	۲۳
۵	امام علی ابن الحسینؑ کی یاد میں (نظم) (از حاج سید الف شاہ [illegible])	۲۴
۶	ورود اہلبیتؑ در دمشق (از سید الف شاہ)	۲۵
۸	خاتون کربلا کی زندگی پر سرسری نظر (از علامہ سید مجتبیٰ حسن کامونپوری)	۲۸
۹	معارف اسلام کے متعلق (از ادارہ)	
	— سرپرست امامیہ مشن کے اخبار کا بے لاگ تبصرہ	۳۳
	— علامہ کامونپوری کا گرانقدر سرٹیفکیٹ	۳۴
	— محقق اعظم آغا سلطان مرزا کے تاثرات	۳۵
	— حضرت تقدس مآب کے ارشادات	۳۵
	— علامہ گوپالپوری کے گرانقدر تاثرات	۳۶
	— ہفت روزہ رضاکار کی تقریظیں	۳۶
	— جعفر اسد کا زرین تبصرہ	۳۸
	— قدیم ترجمہ مجلد در نجف کا ایک مختصر نوٹ	۴۰
۱۰	سالانہ رپورٹ منجانب سیکرٹری ادارہ	۴۱
۱۱	سالانہ رپورٹ منجانب محترم مدیر مالیات ادارہ معارف اسلام:-	
۱۲	اطلاعات و اعلانات (از ادارہ)	
۱۳	نئی کتابیں	
۱۴	جمہوریت و امامت (قسط ۳۷) (از شیخ غیاث الدین مدیر معارف اسلام)	۳۸۷ تا ۳۹۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گفتنی ہا

ایام عزا کے اثرات

ایام عزا امسال بھی حسب سابق آئے اور گذر گئے۔ سنہ ۶۱ھ ہجری کے بعد اسی طرح آتے اور گذر جاتے ہیں۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ گیارہ ماہ کے بعد یہ سلسلہ پھر شروع ہوگا مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ ہم نے ان سے کیا سبق حاصل کیا اور ہماری زندگی پر انہوں نے کیا کیا اثرات چھوڑے؟ چونکہ مظروف ہمیشہ ظرف کی مناسبت و موافقت سے اپنا مقام پیدا کرتا ہے لہٰذا ہم اگر یوں کہیں تو زیادہ مناسب ہوگا کہ ہم نے ایام عزا سے کیا کیا اثرات لئے؟

خدا ہمارے علمائے کرام۔ روسائے عظام۔ انجمنوں اور دیگر افرادِ ملت کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے دل کھول کر اپنے اپنے حسب توفیق حضرت پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو شہادتِ عظمیٰ کا پُرسا دیا۔ محبوب کی خوشی میں خوشی اور غم میں غم منانا محبتوں کا فرض ہے جو ملتِ گریہ کن نے بطریق احسن پورا کیا۔ اسی سے قومی سرگرمیوں میں حرارت پیدا ہوتی ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ ہر اسلامی تحریک میں حسین علیہ السلام ہی کا کردار پیش کر کے ملت خوابیدہ کو بیدار کیا گیا اور کیا جاتا ہے۔

۱۳۳۰ تیرہ سو تیس برس سے ہر سال جو ہدیہ عقیدت پیش کیا جاتا ہے اگر اس کا حساب لگایا جائے تو کروڑوں روپیہ نہیں بلکہ یہ رقم اربوں اور کھربوں سے بھی تجاوز کر جاتی ہے اور اسی سلسلۂ عزاداری میں جب سے اب تک لاکھوں آدمی بلا مبالغہ جام شہادت بھی نوش فرما چکے ہیں۔ دنیا کے مسلمان ہر سال متوں نہیں بلکہ اپنا متوں خون محض نواسۂ رسولؐ سے

جذبہ محبت کے ماتحت بہا دیتے ہیں۔ حالانکہ عام طور پر تو ایک معمولی سی سوئی چبھنے کی تکلیف بھی انسان محسوس کر لیتا ہے۔ مگر یہاں جذبہ محبت میں اگر زنجیریں تو درکنار تلواروں تک سے ماتم ہوتا ہے۔ اور اس کی تکلیف کون محسوس کرتا ہے! کیا اس اہم امر واقعہ کو اس حدیث رسولؐ کے ماتحت سمجھا جائے جو حضور اکرم نے سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمائی "یا بنی انک ستساق الی العراق و معک جماعۃ" لا یجدون الم مس الحدید (اے بیٹا ایک وقت آنے والا ہے کہ تم عراق کی جانب کھینچے جاؤ گے۔ اس وقت تیری معیت میں ایک جماعت ہوگی جو لوہے کے زخم کے درد کو محسوس نہ کریگی) وہ مقدس جماعت انصاران حسینؑ کی تو یوم عاشور سنہ ۶۱ھ حضورؑ کی معیت میں ہی شہید ہوگئی۔ اور متعدد واقعات سے پتہ لگتا ہے کہ نصرت امام کا جذبہ اس قدر زور پکڑ گیا تھا کہ واقعتاً انہوں نے تیغ و تلوار، نیزہ و شمشیر کے شدید زخموں کو پرکاہ سے بھی زیادہ حقیر سمجھا۔ مگر ہر سال جو ہزاروں اور لاکھوں محبان حسینؑ آہنی ہتھیاروں کے زخم کی اس اذیت کو جذبہ محبت میں محسوس نہیں کرتے کیا یہ اس حقیقت کا بیّن ثبوت نہیں ہے کہ حدیث رسولؐ جو اوپر بیان کی گئی سو فیصدی صحیح ثابت ہوئی

مندرجہ بالا بیان بالکل درست اور صحیح۔ ملت کا جذبہ محبت واقعی قابل قدر و صد ستائش۔ مگر افراد ملت نے اپنے آنسوؤں اور خون سے جو اپنی کثافتوں کو دور کیا اور اپنی ذہنیت کو پاکیزہ بنایا تو اس کے بعد سال کے بقایا گیارہ مہینوں کے لئے انہوں نے کیا پروگرام مرتب کیا؟ اور کونسی شاہراہ عمل پر گامزن ہونا شروع کیا! خدارا سوچیں تو سہی اور اپنے نفوس کا جائزہ لیں کہ کون کون سی برائی آپ نے ان ایام محرم میں اپنے سے دور کی ہے اور کون کون سے نیک اور صالح اعمال آپ نے ایام محرم گذارنے کے بعد اختیار فرمائے ہیں؟ آپ کے کردار میں پہلے کی نسبت کون کون سی خوبی پیدا ہوگئی ہے اور آئندہ آپ نے اپنی ذات سے اپنے نفس کو اپنے اقرباء کو اپنے ہمسائیگان کو اور ملت کو کیا کیا فائدہ پہنچانے کا تہیہ فرمایا ہے؟ ملت کے انتشار و نفاق کو دور کرنے میں آپ کا کردار کیا ہوگا۔ اور جن کی محبت کا آپ دم بھرتے ہیں اور جن کے جذبہ محبت میں سرشار ہو کر ایام محرم میں آپ کو تن بدن کی ہوش نہیں رہتی۔ ان کی تعلیمات کو آپ کس حد تک اپنانے میں کامیاب ہوئے ہیں؟ نیز جن مقاصد کیلئے انہوں نے شدید ترین

مہر نے جن بیبیوں کا سایہ تک دیکھا نہ تھا
بعد قتلِ سرورِ لب تشنگاں آہ یہ ہوا
شایاں بستند بالرد و زینبؑ و کلثومؑ را
اے فلک آں ابتداء ایں انتہائے اہلبیتؑ

یہ سب کچھ ماہِ محرم اور صفر ہی میں واقع ہوا۔ صفر ہی کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ اس کی اٹھائیسؔ تاریخ ۱۱ھ کو خود حضور سرورِ عالمین سید المرسلین پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وفاتِ ظاہری سے ہم آغوش ہوئے۔ تاریخی طور پر حضور کی بھی شہادت خفی ہی زہر سے واقع ہوئی۔ اور اسی تاریخ یعنی ۲۸ صفر ۵۰ھ کو فرزندِ رسول حضرت امام حسن مجتبےٰؑ یعنی رسولِ خدا کے دوسرے جانشین بھی زہر سے شہادت پا کر واصل بحق ہوئے۔ لہٰذا ان ایام کی اہمیت مسلمانوں کے نزدیک بہت بڑھ گئی۔ کیونکہ ماہ صفر میں نہ صرف خاندانِ رسالت ہی مصائب عظیم میں مبتلا ہوا۔ بلکہ ملتِ اسلامیہ بھی ان کے مصائب و جدائی کی وجہ سے مصیبت میں گرفتار ہو گئی

یہ ماہ صفر ہی تھا کہ اس کی ۳ تاریخ ۶۴ھ کو مسلم ابن عقبہ نے بحکم یزید خانہ کعبہ پر آتش باری کر کے اس کے غلاف۔ سقف و تبرکات کو جلا ڈالا۔ جب خود خاندانِ نبوت اور ملتِ اسلامیہ مصیبتوں میں گھر گئی تھی۔ تو کعبہ کیوں ان سے پیچھے رہتا۔ کعبہ پر بھی لازمی طور پر مصائب کا نزول ہونا تھا جو عہد یزیدی میں بپا ہو کر رہے

ماہ صفر ہی کی تاریخ ۷، ۱۲۸ھ رسولِ خدا کے ساتویں جانشین حضرت امام موسےٰ کاظم علیہ السلام کا یوم ولادت بھی ہے۔ مگر تاریخ دان جانتے ہیں کہ حضرت کی تمام ظاہری زندگی حکومتِ وقت کی سختیاں جھیلتے جھیلتے ہی ختم ہو گئی۔ اس دنیا کی پچپن سالہ زندگی کا زیادہ حصہ قید خانہ ہی میں کٹا یہاں تک کہ ہارون رشید عباسی خلیفہ کے حکم سے قید خانہ ہی میں زہر سے شہید کر دیئے گئے اور نعش مبارک بھی قید خانہ ہی سے نکال کر پل بغداد پر رکھ دی گئی تا کہ شہر کے لوگ دفن کر سکیں۔

ماہ صفر تمام اہل اسلام کیلئے غم محرم کو جاری رکھتا ہے۔ اس ماہ میں ایام غم میں عظیم اضافہ ہوا ہے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں کو ماہ صفر تک غم میں مبتلا رہنا چاہئے تا کہ ہم پر خدا کی برکتیں نازل ہوں اور جذبات غم سے ہماری طبیعت میں استقلال، مستقل مزاجی و سنجیدگی پیدا ہو کر

مصائب جھیلے۔ اپنا گھر بار لٹا یا اپنا تمام کنبہ حتیٰ کہ اپنے بچوں تک کو کٹوا دیا۔ اُن عظیم مقاصد کے حصول میں آپ کا کردار بھی کسی شمار میں ہے یا نہیں۔ خواہ وہ سمندر میں ایک قطرہ یا پہاڑوں میں ایک ذرہ بے مقدار ہی کی حیثیت کیوں نہ رکھتا ہو۔ آپ اپنے کردار کا جائزہ لیجئے اور فیصلہ کیجئے کہ آپ کس حد تک محبانِ حسینؑ کہلانے کے مستحق ہیں قول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہر فردِ ملت کیلئے توجہ طلب ہے:۔

شیعتی تکونوا لنا زیناً   ولا تکونوا لنا شیناً

(ہمارے محبو! ہمارے لئے زینت ہو۔ اور ہمارے لئے بدنمائی نہ بنو)

ماہِ صفر کا غم بھی محرّم سے کم نہیں!

واقعۂ ہائلہ کربلا میں خاندانِ نبوت پر کوئی کم مصائب نہ توڑے گئے تھے جو اُن کی کسر واقعات مابعد میں پوری کی جاتی۔ مگر ہُوا ایسا ہی نواسۂ رسول حضرت سید الشہداء کا امتحان ختم ہوتے ہی نواسیٔ رسول ثانی زہرا حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا امتحان شروع ہو گیا۔ نہ صرف آپ ہی کا بلکہ خاندان کی دیگر مخدرات، بچگان اور خاص طور پر امامِ وقت حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علی ابن الحسین علیہ السلام کا امتحان بھی مصائبِ شدیدہ میں ثابت قدمی اور حفاظتِ دینِ اسلام کے لئے ظالموں کے ظلم کا شکار ہونے کے باوجود راضی برضائے خدا۔ جو اونٹ بیل کا سفر اُس زمانہ میں جس زمانے کے سفر کی سختیوں کی وجہ سے ضرب المثل بن گئی "السفرُ سقرٌ"۔ نہ سڑکیں درست نہ انتظاماتِ آمد و رفت صحیح۔ آجکل کے ترقی یافتہ زمانے اور اس زمانے کا کیا مقابلہ ؎

اتنے ہیں لیکر چار اونٹوں کی عابدؑ نے کہا

لذتِ صحرا نوردی دُوریٔ منزل میں ہے

اور پھر خاندانِ رسولؐ کے نازک بچے اور شہزادیاں اور زندانِ شام کی سختیاں۔ شاعر نے کیا حقیقت افروز مرقع کھینچا ہے ؎

داخل جس گھر میں نہ تھا روح الامیں کو بے رضا

ہمارے مجملہ امور احسن طریقے سے سرانجام ہو سکیں اور ہم لہو ولعب سے کنارہ کشی اختیار کئے رہیں۔

آستانہ نبویؐ کے پردے

(شعائر اللہ کی عزت و حرمت)

شعائر اللہ یعنی خدا کی نشانیاں۔ اسلام میں شعائر اللہ کا مقام بہت بلند ہے قرآن حکیم میں ہے وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝ (پ ع ۱۱) یعنی جو شخص خدا کی نشانیوں کی عظمت کریگا۔ پس یہ امر دلوں کی پرہیزگاری میں شامل ہے۔ اور کسی چیز کے شعائر اللہ ہونے کا معیار کیا ہے؟ ارشاد ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ (پ ع ۳) بیشک صفا ومروہ (پہاڑیاں) خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔ انہیں دیکھ کر خدا کی باتیں یاد آتی ہیں۔ ایک نبی اللہ کی والدہ پانی کی تلاش میں ان ہر دو پہاڑیوں کے درمیان چکر لگاتی رہی تھی۔ آج بھی مسلمان حج کے موقع پر اُس کی یاد میں ان دونوں کے درمیان سعی کرتے ہیں۔ ارشاد ہے فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا (پ ع ۳) پس جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ بجا لائے اُسے لازم ہے کہ اُن دونوں کے درمیان بھی طواف کرے یعنی جس طرح خانہ کعبہ کا طواف لازمی ہے صفا ومروہ کے درمیان بھی طواف لازمی ہے۔ یہ کیوں؟ محض اس لئے کہ ایک نبیؑ اور اس کی والدہ کے ساتھ ان ہر دو کو نسبت حاصل ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَائِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ۔ (پ ع ۵) اے ایمان لانے والو خدا کی نشانیوں کی بے توقیری نہ کرو اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ نذر کردہ قربانی کی اور نہ اُن پٹوں کی (جو قربانی کے گلے پر ہوتے ہیں) یہ حرمت والے مہینے قربانی اور قربانی کے گلے کے پٹے سب کیوں شعائر اللہ قرار دیئے گئے؟ محض اس لئے کہ حرمت والے مہینوں میں برگزیدگان خدا کو خاص خاص حالات

پیش آنے جن سے ان کے خدا سے تعلقات کا اظہار ہوتا ہے۔ قربانی کا جانور اس لئے قابلِ عزت ہے کہ اسوۂ ابراہیمیؑ و اسمٰعیلیؑ کی پیروی میں خدا تعالیٰ سے محبت پیدا ہوتی ہے گلے کا پٹہ اس لئے کہ جو قربانی خدا کی راہ میں دی گئی اس کے گلے سے نسبت رکھتا ہے جب پٹہ محض اس لئے شعائر اللہ اور قابلِ عزت و توقیر ہے کہ قربانی کے گلے کا ہے اور قربانی اس لئے کہ وہ ایک نبی اللہ کا اسوہ ہے تو اس سے اسلام میں "نسبت" کے مقام کی وضاحت ہوتی ہے۔ یہ نسبت ایک ایسی چیز ہے کہ اسی سے انسان بامِ عروج تک پہنچ جاتا ہے اور اس سے چاہِ ذلت میں غوطے کھاتا ہے۔ ایک ہی قسم کی اینٹ ایک ہی بھٹے سے نکلی ہوئی اُسے کسی پیشاب گاہ سے نسبت ہو جائے تو تمام عمر اُس پر پیشاب پڑتا ہے اور اگر اُسے کسی مسجد سے نسبت ہو جائے تو کوئی نجس حالت میں وہاں پر قدم نہیں رکھ سکتا۔ جوتا لیکر اُس پر نہیں چل سکتا اور پھر وہ سب کیلئے قابلِ احترام بھی۔ وہی لکڑی ہے کہ چولھے میں جلانے کے کام آئے اور وہی لکڑی ہے کہ جب اُس سے تعزیہ بنایا جائے یعنی اُس کی نسبت نواسۂ رسولؐ سے قائم ہو جائے تو سب کیلئے قابلِ احترام قرار پائے۔ غرضیکہ دین میں نسبت کا مقام بہت بلند ہے عقلِ عمومی اور علومِ حاضرہ اس سے انکار نہیں کر سکتے جب قربانی کے گلے کا پٹہ اُس قربانی کی وجہ سے بروئے قرآن قابلِ عزت وتکریم ہے تو جو چیز جناب پیغمبرِ اعظم سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے منسوب ہو جائے۔ اُس کے مقام بلند کا کیا کہنا! اور غور فرمائیے کہ وہ جناب رسولؐ اکرم کے ہر کلمہ پڑھنے والے کیلئے کس قدر قابلِ عزت وتکریم ہوگی۔ مگر اخبارات میں جو حرمِ نبوی کے پردوں کا ذکر اور اُن کی طرف حکومتِ حجاز کی عدم توجگی بلکہ لاپرواہی کے اذکار پڑھنے میں آئے ہیں۔ ان واقعات سے نہ صرف حرم نبوی کی توہین بلکہ وہاں کی مسلمان حکومت کی زیادتی اور بے ادبی پر رہ رہ کر غصہ اور رونا آتا ہے۔ ذرا ذیل کے مندرجات پر غور فرمائیے۔ روزنامہ "نوائے وقت" لکھتا ہے:۔

"آستانۂ نبوی کے پردے" کے عنوان سے ایک مراسلہ قارئین کی نظروں سے گزرا ہوگا۔ ایڈیٹر کے نام یہ خط ایک ایسے دوست نے لکھا ہے۔ جنہیں اسی سال حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے اندر خوابگاہ مقدس کے پردوں کے بارہ میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ :-

" آستانۂ نبوی پر جب اس عاصی نے حاضری دی تو ایک منظر دیکھ کر دل بڑا دکھی اور بیتاب ہوگیا۔ سرکارِ دو عالم کی خوابگاہ پر جو پردے آویزاں ہیں وہ جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے اور کرم خوردہ ہیں اور بعض مقامات پر تو چیتھڑے نکل آئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ پردے غالباً عثمانی ترکوں نے اپنے دورِ خلافت میں لگائے ..... تھے اس طرح ان پر شاید نصف صدی گزر چکی ہے، یہ پردے گرد و غبار سے بھی اٹے پڑے ہیں کیونکہ برسوں سے ان کی صفائی نہیں ہوئی۔ پردے اس وجہ سے نہ اتارے جاسکے کہ یہ اتنی بلندی پر آویزاں ہیں کہ سیڑھی لگائے بغیر انہیں اتارا نہیں جاسکتا اور کسی کو یہ جسارت نہیں کہ آستانۂ عالیہ پر سیڑھی لگا کر اُن کو اُتارے بجز اس کے کہ کوئی معصوم یہ فرض انجام دے یا روضۂ اقدس کے جاروب کش یا کلید بردار "۔ [1]

مذکورہ بالا منظر بلاشبہ سبھی مسلمانوں کیلئے رنج و اندوہ کا باعث ہوگا۔ ہمارے مراسلہ نگار نے یہ لکھا ہے کہ

" ہم مسلمانانِ پاکستان اسے اپنی خوش بختی تصور کرینگے۔ اگر یہ پردے پاکستان میں تیار کئے جائیں اور انہیں ان کہنہ و بوسیدہ پردوں کی جگہ نصیب ہو میں آپ کے اخبار کے توسط سے حکومت پاکستان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ سعودی عربیہ حکومت سے اس امر کی اجازت حاصل کرے کہ پاکستان کو باب عالی کیلئے پردے فراہم کرنے کا شرف ملے "۔

(نوائے وقت ۱۹ ؍ جولائی ۱۹۶۰ء)

اس بے ادبی اور لاپرواہی کا راز نوائے وقت مجریہ ۲۲ ؍ جولائی ۱۹۶۰ء میں ایک اور مراسلہ سے ظاہر ہوتا ہے :-

" ... شنید ہے کہ شاہ سعود نے حرم نبوی کے لئے جدید پردے تیار کروا کر مدینہ منورہ بھجوا دیئے ہوئے ہیں لیکن نجدی علماء کی مخالفت کی وجہ سے جدید پردے ابھی تک

[1] جب روضۂ اقدس کے جاروب کش اور کلید بردار یہ کام بہ آسانی سرانجام دے سکتے ہیں اور پھر جبکہ نہ صرف مدینۃ النبی بلکہ مکۂ معظمہ میں بھی اونچی عمارتیں موجود ہیں۔ تو پردوں کے بلند مقام پر لگانے سے بے ادبی کا عذر گناہ بدتر از گناہ " کے مترادف ہے۔ جب پہلے لگائے گئے تھے تب بھی اونچائی اتنی ہی تھی (مدیر)

> لٹکائے نہیں گئے معلوم نہیں اس میں کہاں تک صداقت ہے لیکن بوسیدہ پردوں کا بدل دینا نہایت ضروری ہے۔ حکومت پاکستان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ حکومت سعودی عرب کی توجہ اس طرف مبذول کرائے ساتھ ہی اپنے خرچ پر بوسیدہ پردے بدل دینے کی پیشکش کر دی جائے۔ تاکہ بوسیدہ پردے جلد سے جلد تبدیل ہو کر آستانۂ عالیہ کی شایانِ شان پردے آویزاں ہو جائیں۔
>
> (نوائے وقت ۲۲ جولائی ۱۹۷۶ء)

غور فرمایا آپ نے کہ اس معاملے میں بے ادبی رسولؐ کا مجرم صرف عرب کے نجدی علماء ہی کو گردانا گیا اور شاہ سعود کو نہیں۔ لوگوں کا قرار دستور یہ ہے کہ جو بات معتقدہ نہ ہو۔ اُسے بیان کرنا مقصود ہو تو "شنیدہ ہے" کہہ کر اسے بیان کر دیتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شاہ موصوف نے پردے کس مقام سے کس مقام کو بھجوائے؟ جب وہ خود بھی وہاں ہی موجود ہیں اور پردے بھی۔ اور اس دوران میں متعدد مرتبہ روضہ رسولؐ پر اُن کا گزر بھی ہوا ہو گا تو آخر کیا وجہ ہے کہ وہ نئے ہوئے پردے (اگر واقعی وہ بنائے جا چکے ہیں تو) آویزاں نہ کرائے گئے؟ کیا شاہ سعود کا عقیدہ نجدی علماء سے جداگانہ ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ عقیدہ تو اُن کا نجدی علماء کے مطابق ہی ہے اور دُنیا نے تو یہاں تک پڑھا اور سنا ہے کہ موجودہ خاندان کی حکومت کے قیام کے فوراً بعد جبکہ مزارات مقدسہ جنت البقیع (جس میں کہ حضرت خاتون جنتؑ اور دیگر اہلبیتؑ نبوی کے علاوہ اُمہات المومنینؓ اور صحابہ کرامؓ کے مزارات مقدسہ بھی شامل ہیں) منہدم کئے گئے تو یہ نعوذ باللہ روضہ رسولؐ کو بھی "ھذا صنم اکبر" کہہ کر گرا دینا چاہتے تھے مگر مسلمانانِ عالم کے خوف سے ایسا نہ کر سکے۔ تو اب بھی جو ذمہ داری اُن پر دُنیا کے ۷۰ کروڑ اہل اسلام کے جذبات عقیدت کی وجہ سے پڑتی ہے اس سے چشم پوشی کیوں؟ کیا حکومت سعودی عرب خدا نخواستہ دیوالیہ ہو گئی ہے۔ جو وہ پردوں کا معمولی خرچ بھی برداشت نہیں کر سکتی۔ وہ تو اچھا بھلا ہر سال حج کے موقعہ پر وہ دنیا کے ہر طبقہ کے مسلمانوں سے کروڑہا روپے ٹیکسوں اور دوسرے طریقوں سے جمع کر لیتی ہے۔ جس کے لئے ہر ملک میں اُس نے کئی ایجنسیاں بھی بصورت دفاتر معلّم حج و خیرات کی صورت میں قائم کی ہوئی ہیں۔ ہم تو اپنے جان و مال پر کلی طور سے محمدؐ و آل محمد (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو متصرف مطلق سمجھتے ہیں۔ مگر سعودی عرب تو اپنے قدرتی ذخائر مثلاً تیل و پٹرول وغیرہ کی وجہ سے دولت مند ممالک میں شمار ہوتا ہے۔ حکمران خاندان کے بعض اُمراء

بعض اخبارات کی ناعاقبت اندیشانہ روش

(انکے کان اچھی طرح کھینچے جائیں)

محکمہ پریس کا وجود ملک کے لئے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ گورنمنٹ عالیہ کا یہ محکمہ ملکی اخبارات و رسائل اور دیگر مطبوعات کی نگرانی کرتا ہے جس کی وجہ سے ہر ایک کو سمجھ سمجھ کر قلم اٹھانا پڑتا ہے۔ کیونکہ ملک میں امن وسلامتی کا قیام مقدم ہے۔ کوئی ایسا مضمون نہیں لکھا جا سکتا جو ملک وملت کے مفاد کے خلاف ہو اور جس سے بجائے سالمیت واتحاد کے نفاق وتفرقہ بڑھے۔ اگر یہ محکمہ نہ ہو تو بعض اخبارات جنہیں مسلمانوں کا اتفاق ایک آنکھ نہیں بھاتا وہ طوفان اٹھائیں کہ اتحاد و امن پاش پاش ہو جائیں۔

ایام محرم تمام مسلمانان عالم کے مشترکہ ایام ہیں۔ یہ اہلبیتؑ رسولؐ کے مصائب شدیدہ میں مبتلا کئے جانے کے دن ہیں۔ جو کہ اُمت اور دین اسلام کے مفاد کے پیش نظر انہوں نے جھیلے۔ ہر مسلمان کسی نہ کسی طرح سوگوار ہوتا ہے۔ اور ایام عزا مناتا ہے چونکہ اسلام میں بدقسمتی سے خاص وجوہات کی بنا پر کئی مسالک بن چکے ہیں۔ اس لئے طریق عمل بھی جُدا جُدا ہو چکا ہے۔ اب اگر ایک دوسرے پر اعتراض کرنا ہی شروع کر دیا جائے تو اس سے سوائے اس کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا کہ افراد اُمت ایک دوسرے سے دست بگریباں ہو جائیں اور افتراق زیادہ ہونے سے ملک وملت کی کمزوری کا باعث بنے۔ جو طاقت ایک دوسرے کی مذہبی مخالفت میں صرف کی جاتی ہے۔ اگر وہ ملک وملت کے تعمیری امور میں صرف کی جائے تو سوچئے کہ کس قدر فائدہ ہو مگر ہم کچھ عرصہ سے دیکھ رہے ہیں کہ بعض اخبارات نے ابھی تک ان امور پر غور نہیں فرمایا۔ جہانتک فرقہ وارانہ مخالفت کو ہوا نہ دی جائے غالباً ان اخبارات کا بس نہیں چلتا۔ ان اخبارات کے کان کھینچنے ضروری ہیں تاکہ ملک کی فضا جس پر ہماری مقبول عام حکومت نے کنٹرول کر لیا ہوا ہے پھر سے خراب نہ ہو سکے۔

قارئین معارف اسلام نے بار بار ہماری توجہ خاص طور پر مندرجہ ذیل اخبارات کی طرف مبذول کرائی ہے:۔

(۱) ماہنامہ اخبار دعوت لاہور (مجریہ جون ۱۹۶۰ء)

متنوع تو بلکہ اس سے بھی زیادہ حرم رکھتے ہیں۔ قیمتی موٹروں اور سونے چاندی کے برتنوں کی فراوانی ہے۔ اگر عرب اور اس کی دولت کو مالِ رسولؐ نہیں سمجھا جاتا ہے تو کم از کم وہ عرب کے مسلمانوں کا مال ضرور ہے جسے اس وقت خاندانِ حکومت نے اپنا ذاتی مال بنا رکھا ہے۔ کیا اس سلسلہ میں ایران کی مثال نہیں لی جاتی کہ صوبۂ خراسان کو روضۂ مقدسہ امام ہشتمؑ حضرت امام رضاؑ کی ملکیت سمجھا جاتا ہے۔ اور شاہ ایران متولی روضہ سمجھے جاتے ہیں۔ ایران نے نہ صرف روضۂ مبارکہ امام رضاؑ کو قطعۂ جنت بنایا ہوا ہے بلکہ عتبات عالیہ عراق یعنی نجف و کربلا و کاظمین وغیرہ بھی ایرانی حکومت کی عقیدت کے مظہر ہیں کاش کہ حکومت سعودی عرب حکومت ایران سے سبق حاصل کرے اور نہ صرف حرم اقدس کی اندرونی و بیرونی خوبصورتی۔ صفائی اور پاکیزگی کا خیال کرے بلکہ مدینۃ النبی کو ایسا شہر بنا دے کہ تمام عالم میں اس سے زیادہ پاکیزہ خوبصورت اور آرام دہ جگہ اور کوئی نہ ہو۔ جو کوئی اس شہر میں داخل ہو۔ وہاں کے حالات و کیفیات دیکھ کر دلی اطمینان اور امن پائے۔ مگر ہم تو لوگوں کی زبانی جو وہاں سے ہو کر واپس آتے ہیں بُرے حالات ہی سنتے ہیں حرم نبوی تمام دنیا کے مسلمانوں کی عقیدت گاہ ہے۔ اُس کے پردوں کی بوسیدگی و کرم خوردگی کا پڑھ کر کون مسلمان ہے جس کے دل کو رنج نہ پہنچا ہو۔ اگر یہ کام حکومت عالیہ پاکستان کے پاک ہاتھوں سے سرانجام ہو جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا عزت و شرف ہو سکتا ہے نئے پردے آویزاں کرنے یا کرانے کے ساتھ جنت البقیع کے مزارات مقدسہ کی تعمیر کی طرف بھی فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ اس میں خاتون جنت حضرت بنت رسول اللہ سیدۃ النساء العالمین کے مزار اقدس کے علاوہ ائمہ معصومین میں سے چار آئمہ اطہار یعنی حضرت امام حسنؑ مجتبیٰ۔ حضرت امام زین العابدینؑ۔ حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادقؑ (علیہم الصلوٰۃ والسلام) بھی دفن ہیں۔ اور امہات المومنینؓ اور صحابہؓ کرام بھی۔ کیا یہ سب رسول اللہ کے پیارے نہ تھے؟ بلاشبہ جنت البقیع بھی شعائر اللہ میں شامل ہے۔ اور اس کی عزت و توقیر بروئے قرآن تمام اہل اسلام کیلئے ضروری ہے۔ ہماری ہردلعزیز حکومت پاکستان از راہِ کرم جنت البقیع کی تعمیر کا کام بھی اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرے۔ تاکہ مسلمانانِ عالم کے دلوں کے زخم مندمل ہو سکیں۔

---

(۲) سہ روزہ اخبار زمزم بہاولپور (مجریہ ۱۵ جولائی ۱۹۶۰ء)

(۳) ہفت روزہ ایشیا لاہور (مجریہ ۵، ۱۲ مئی، ۲۰ جون و ۷ جولائی ۱۹۶۰ء)

(۴) ہفت روزہ ویل و نہار (مجریہ ۵ جون ۱۹۶۰ء)

ان اخبارات نے جو جو کچھ لکھا ہے وہ اس قدر زہریلا مواد ہے کہ بلا شبہ مسلمانوں کے اہم حصہ کی سخت دلآزاری کا باعث ہے۔ ایک تو ہوتا ہے کسی کے معتقدات کی مخالفت کرنا اور دوسرا ہوتا ہے کسی کے معتقدات کا بُرے الفاظ میں مذاق اڑانا۔ تیسرا وہ طرز تحریر ہے کہ اپنے مقصد (یعنی کسی کے معتقدات کی مخالفت کرنے) کو حاصل کرنے کیلئے بظاہر اپنی ہی کسی کتاب سے اپنے پسندیدہ عقیدہ کی موافقت میں پیش کرنا جس سے کہ ان کی تائید ہو جائے اور جس کی مخالفت مقصود ہے اُس کی تردید ہو جائے۔ گو یہ طریقہ sugar-coated (یعنی شکر لپٹا) ہے۔ مگر مقصد کسی فریق کی مخالفت ہی ہوتا ہے۔ پچھلے دنوں مندرجہ بالا ہر چہار اخبارات بعینہٖ ان تینوں طریقوں پر عمل کر کے کافی سے زیادہ حضرات کی جنہوں نے ان اخبارات کو پڑھا دل آزاری کا باعث بنے ہیں۔ ہم وہ مضامین اور خاص عبارتیں "معارف اسلام" میں ہرگز نقل نہ کرینگے کیونکہ اس سے ملک کی فضا کے مکدر ہونے کا اندیشہ ہے۔ گو "نقل کفر کفر نباشد" زبان زد عام ہے مگر ہم اپنے قلم کو گندہ کرنا نہیں چاہتے ہیں کفر کی نقل بھی نہ آنا چاہیئے۔ صرف اپنے قارئین کے بار بار مطالبات کی وجہ سے گورنمنٹ عالیہ اور خاص طور پر اپنے نگران و محبوب محکمہ پریس کو متوجہ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

ماہنامہ "دعوت" کے مضمون کا عنوان تو "شانِ صدیق اکبرؓ" ہے مگر اس میں دل کھول کر مناظرہ بازی سے کام لیا گیا ہے۔ پہلے تو اسلام کے ایک اہم فرقے کے مسلمانوں کو اسی فرقے کا نام لے کر "بغیر احسان فراموش اور لوگوں کو اپنے فتنہ میں شریک کرنا" ایسے الفاظ سے مشتعل کرنے کی کوشش کی ہے۔ بعد ازاں بار بار اس فرقے کا نام لیکر اس کے مسلمات کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ بعض کتب کے مندرجات کو قطع و برید کر کے اس طریقے سے پیش کیا ہے جس سے اس کا مقصد بھی حاصل ہو جائے اور دوسرے فرقے کے مسلمات کی تردید بھی ہو جائے۔ یہ مناظرانہ روش پاکستانی حالات کیلئے سازگار نہیں۔ آپ شوق سے اپنے خیال کے مطابق شان بیان کریں کوئی منع ہی نہیں مگر ایسے طریقے سے کہ دوسرے پر چوٹ نہ پڑے اور نہ ہی کسی کی دلآزاری ہو۔ غور فرمائیے اگر ان کے پیش کردہ باتوں کا محققانہ طور پر جواب دیا جائے تو شاید

ان کی اپنی عقیدت کے خلاف سُن کر دل آزاری ہو۔ لہٰذا اس کا کیا نتیجہ! اللہ جو طریقہ پاکستان کو راس نہیں آیا اور موجودہ حکومت نے نہایت عقلمندی اور دور اندیشی سے جس روش پر کنٹرول کر لیا ہوا ہے۔ اُس کو آپ دوبارہ کیوں ہوا دیتے ہیں۔

— روزنامہ "زمزم" بہاولپور نے اپنی اشاعت ۱۰ جولائی میں "گفتنی و ناگفتنی" کے تحت عزاداری حضرت سیدالشہداء کا جس طریقہ سے مذاق اُڑایا ہے وہ یقیناً اس اخبار کے ناعاقبت اندیش ایڈیٹر کی خبث باطنی کا پتہ دیتا ہے۔ مسلمانوں کے ایک عظیم حصہ کے مسلمات کا مذاق اُڑانا کہاں کی مسلمانی ہے؟ عموماً گھٹیا درجہ کے لوگ ایسا کرتے ہیں۔ اگر انکے دل میں جذبہ مخالفت ہے تو ایسے طریقے سے اس جذبہ کو باہر نکالنا چاہیئے کہ ملت میں انتشار کا باعث بنے۔ انکے ایک ایک مذاق کا جواب بیسیوں مزاحیہ امور سے دیا جا سکتا ہے مگر ہم ہرگز کسی کو یہ مشورہ نہیں دیتے کہ وہ ایسا کرے۔ ہم صرف یہ عرض کریں گے کہ اتحاد بین المسلمین کے خواہشمند یہ طریقہ اختیار نہیں کیا کرتے جو مدیر زمزم نے کیا۔ اسی اشاعت میں ایک مضمون "عصمت کی دیوی کو سلام" کے عنوان سے انتہائی اشتعال انگیز لکھا ہے۔ ماتم داران حسین علیہ السلام کے متعلق ایسے ایسے الفاظ درج کیے ہیں جو نفرت پھیلانے والے ہیں۔ ماتم کو بداخلاقی اور غنڈہ گردی کہا گیا ہے اور ایک اہم فرقہ اسلام کے مذہبی افعال کا "غلط روش، جنون اور آوارگی۔ چند کٹھ ملاؤں کے نام نہاد فتوے" جیسے ناپسندیدہ الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے۔ ہم سوچتے ہیں کہ ہماری موجودہ امن پسند حکومت کیا اس قسم کی تحریروں اور تقریروں کی اجازت دیگی؟ اس کا جواب حکومت دے سکتی ہے یا اُس کا گرانقدر محکمہ پریس۔ مگر کم از کم ہم یہ کہنے میں ضرور حق بجانب ہیں کہ عقلمندی اسی میں ہے کہ ملک میں پھر وہ حالات پیدا نہ ہونے دیئے جائیں جو موجودہ حکومت کے قیام سے پہلے پیدا کر دیئے گئے تھے۔ اور ملک تباہی کی طرف جا رہا تھا۔ اگر موجودہ برسر اقتدار مخلصین اپنے فرائض کو حرکت میں نہ لاتے تو یقیناً ملک اس قسم کے لوگوں کی کوششوں کا شکار ہو جاتا جو آئے دن ملت اسلامیہ پاکستان میں انتشار اور اختلافات کو ہوا دیتے رہتے ہیں۔

ہفت روزہ ایشیا لاہور کی چار اشاعتوں میں ایک مسلسل مضمون "ابن الحنفیہ علیہ الرحمۃ" کے عنوان سے ہمسایہ ملک بھارت کی دہلی یونیورسٹی کے کسی ڈاکٹر کا چھپا ہے۔ بظاہر اس مضمون کی بنیاد تاریخ پر رکھی گئی ہے کہ گویا یہ تاریخی خدمت ہو رہی ہے۔ مگر اس مضمون میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے اس فرزند دلبند پر وہ وہ الزام تراشے گئے ہیں جو کسی عام متقی

وہ پرہیزگار کی شان کے شایاں بھی نہیں۔ یعنی مخالفین و دشمنانِ اہلبیتؑ نبوی کی محض روپے پیسے کے لالچ سے بیعت اختیار کر لینا وغیرہ اور پھر دوسرے مسلمانوں کو بھی بیعت کا مشورہ دینا۔ مضمون میں حوالے کتاب "طبقات ابن سعد" کے دیئے گئے ہیں۔ گو اصل عبارتیں عربی کی نہیں لکھی گئیں۔ ابن سعد خود مخالفینِ مذہب اہلبیتؑ کا ایک فرد تھا اور اُس نے اپنی کتاب اپنے مخصوص نظریے کے تحت لکھی تھی۔ اُس سے یہ کیونکر توقع ہو سکتی تھی کہ وہ مخالفین کی حمایت میں نہ لکھتا۔ اب اس کتاب کو بار بار حوالہ میں پیش کرنا یقیناً تحقیق نہیں کہلا سکتی حضرت محمد ابن حنفیہؓ کے ساتھ ایسے ایسے واقعات منسوب کئے گئے ہیں جو یقیناً اس مقدس ہستی کے ساتھ زیادتی اور ان کے معتقدین کی دلآزاری کا باعث ہیں۔ اگر ان کی ایک ایک تحقیق کا جواب دیا جائے تو متنازعہ امور ظاہر ہوں اور مسلمانوں میں رنجش اور کھچاؤ کا باعث بنے۔ ہم اس طریقے سے گریز کرتے ہوئے صرف حکومت کے متعلقہ محکمے سے ہی اپنی توقعات وابستہ کرتے ہیں۔

بمقت روزہ "لیل و نہار" کی پانچ جون کی اشاعت میں "تاریخی شذرات" کے عنوان سے ایک مضمون محمد اسمٰعیل پانی پتی کا شائع ہوا ہے۔ جو جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے غالباً احمدی عقیدہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس مضمون میں مسلمانوں کے ایک اہم اور بڑا اس فرقہ کے متعلق دلآزار اور خلاف واقعہ مضمون شائع ہوا ہے جو کہ تاریخی حقائق سے بھی دور کا تعلق نہیں رکھتا۔ کسی غیر معروف اور نا معلوم شخصیت "ابو ہاشم" کو اس فرقے کا پیشوا ظاہر کیا گیا ہے اور اس فرقے کا وجود سیاسیات سے وابستہ کیا گیا ہے۔ درآنحالیکہ اس فرقہ نے آج تک بحیثیت جماعت سیاسیات ملکی میں حصہ نہیں لیا۔ جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے "لیل و نہار" نیم سرکاری اخبار ہے کیونکہ اس کا انتظام گورنمنٹ عالیہ کا کوئی محکمہ کر رہا ہے اور یہ ایسا جریدہ ہے کہ اسے تمام فرقہ کے لوگ پڑھتے ہیں اشاعت بھی اس کی کافی ہے۔ "لیل و نہار" اس بات کا بھی دعویدار نہیں کہ وہ کسی خاص فرقہ کا اخبار ہے یا کسی مخصوص فرقہ کے نظریات کے تحت شائع ہوتا ہے۔ جب ایسا ہی ہے تو پھر آخر اس میں بھی متنازعہ اور فرقہ وارانہ مضمون کیوں شائع ہوتے ہیں!

ازراہِ کرم ملک کی فضا کو پاکیزہ تر بنانے میں کوشش کیجئے اس سے ملک و ملت کا بھلا ہے فرقہ وارانہ امور کو ہوا دینا یقیناً ملک کیلئے سازگار نہیں اس سے اجتناب کرنا ہر فرد و ہر محب وطن کا پہلا فرض ہے

نظامت ادارہ میں اہم تبدیلی

(سید حسن علیشاہ صاحب کاظمی مدظلہٗ کی شرکت)

یہ امر باعثِ صد گونہ مسرت و اطمینان ہے کہ ادارۂ معارفِ اسلام دن بدن منازلِ ترقی ہی کی طرف گامزن ہو رہا ہے۔ ہمیں پوری طرح یقین ہے کہ ادارہ کی کارگزاری حضور قائم آلِ محمدؐ صاحب العصر و الزمان علیہ الصلوٰۃ و السلام (عجل اللہ فرجہ) سے پوشیدہ نہیں بلکہ تمام کارگزاری حضورؑ کے سامنے پیش کر دی جاتی ہے۔ یہ صحیح اسلامی عقیدہ ہے کہ امام وقت ناظر علیٰ کُل شئی ہوتا ہے۔ قرآن حکیم۔ احادیثِ رسولؐ۔ اقوالِ معصومینؑ۔ اور استدلال عقلی و سائنسی اس عقیدہ کے جواز میں موجود ہیں۔ لہٰذا ہمارا کوئی فعل امامؑ زمانہ سے پوشیدہ نہیں یہی وجہ ہے کہ ادارۂ معارف اسلام کے جملہ امور خود بخود دن بدن بہتر ہی بہتر صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ ادارہ کا سالانہ جلسۂ عام جس تعاون و خلوص کے ماحول میں منعقد ہوا وہ واقعی اراکین ادارہ کیلئے باعث صد افتخار ہے مدیر نشر و اشاعت کا مقام ہر تنظیم میں ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ کیونکہ تبلیغی و اصلاحی اداروں میں انتظامات کے بعد نشر و اشاعت کو ہر چیز پر تقدم حاصل ہے۔ بحمد اللہ کہ امسال یہ اہم اور ضروری فریضہ قوم کے مایہ ناز اور منجھے ہوئے کارکن، درد قومی میں غرق پیکرِ اخلاص جناب سید حسن علیشاہ صاحب کاظمی کے سپرد کیا گیا ہے جس ذمہ داری کو پورے طور پر محسوس کرتے ہوئے سید صاحب موصوف نے قومی فلاح و بہبود کی خاطر بخندہ پیشانی قبول فرمایا ہے ہمیں پورے وثوق سے توقع اور اسبابِ کا یقین کامل ہے کہ آئندہ ادارہ کے مناسب اور جائز پروپیگنڈا کے علاوہ اشاعتِ کتب و رسائل و نشریات کا سلسلہ سید صاحب کی مخصوص علمی صلاحیت و قابلیت کے زیر اثر پہلے سے کہیں زیادہ مفید و موثر صورت اختیار کریگا۔ چند ماہ کے اندر اندر بہترین نتائج قوم کے سامنے آئینگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ

کیا فرماتے ہیں؟ علماء کرام و قومی اخبارات

زیر نظر شمارہ میں ادارۂ معارفِ اسلام کی سالانہ کارگزاری بصورت رپورٹ مدیر اعلےٰ و مدیر مالیات شائع کی گئی ہے اور سالانہ جلسہ عام کی مختصر کاروائی بھی اطلاعات

ہے کا مجلس میں درج ہے۔ لہٰذا مناسب خیال کیا گیا ہے کہ ادارہ کی ان کارگذاریوں پر اس برصغیر کے چند مخصوص علماء کرام و اخبارات نے جو تبصرے فرمائے ہیں اُن کی ایک جھلک بھی قارئین کرام کو دکھا دی جائے تاکہ یہ محسوس ہو سکے کہ یہ عظیم سلسلہ اصلاح و تبلیغ و اتحاد بین المسلمین جو آپ حضرات کے تعاون سے جاری ہے۔ کہاں تک مفید ہے اور اس کے اثرات افراد ملت پر کیا کچھ ہو رہے ہیں ان بیانات کو شائع کرنا نہایت ضروری خیال کیا گیا۔ لہٰذا اس شمارہ میں ان کو نمایاں جگہ دی گئی ہے۔ یہ اس وجہ سے بھی کہ سالانہ جلسۂ عام کے بعد یہ شمارہ شائع ہوا ہے اور سیکرٹری صاحبان کی رپورٹوں کے ساتھ ان کا شائع کرنا اشد ضروری تھا۔ قارئین کرام سے استدعا ہے کہ وہ علماء عظام و صحافیان ذوالاحترام کے گراں پایہ اور مخلصانہ تبصروں کو بغور مطالعہ فرما کر اپنی مفید تجاویز و آراء سے ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ یہ ادارہ کی آئندہ سرگرمیوں پر خوشگوار اثر پیدا کر سکیں۔

ادارہ

شفقت وادب کی تعلیم
اور
تذکرہ زوال بنو امیہ
(بزبان امیرالمومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام)

لیتاس صغیرکم بکبیرکم ولیراف کبیرکم بصغیرکم ولا تکونوا کجفاۃ الجاھلیۃ لا فی الدین یتفقھون، ولا عن اللہ یعقلون کقیض بیض فی اداح یکون کسرھا وزرا۔ ویخرج حضانھا شرا۔

تمہارے چھوٹوں کو چاہئے کہ وہ اپنے بڑوں کی پیروی کریں اور بڑوں کو چاہئے کہ وہ چھوٹوں سے شفقت و مہربانی سے پیش آئیں۔ زمانہ جاہلیت کے ان اجڈ ادبیوں کے مانند نہ ہو جاؤ کہ جو نہ دین میں فہم و بصیرت سے اور نہ اللہ کے بارے میں عقل و فہم سے کام لیتے تھے وہ ان انڈوں کے چھلکوں کی طرح ہیں جو شتر مرغوں کے انڈے دینے کی جگہ پر رکھے ہوں جن کا توڑنا گناہ معلوم ہوتا ہے مگر انہیں سینے کیلئے چھوڑ دینا ایذا رساں بچوں کے نکالنے کا سبب ہوتا ہے۔

(منھا) افترقوا بعد اُلفتھم و تشتتوا عن اُصلھم فمنھم اخذ بغصن اینما مال مال معہ علی ان اللہ تعالے سیجمعھم لشر یوم لبنی امیۃ کما تجتمع قزع الخریف یؤلف اللہ بینھم، ثم یجعلھم رکاما کرکام السحاب ثم یفتح لھم ابوابا یسیلون من مُستثارھم کسیل الجنتین حیث لم تسلم علیہ قارۃ ولم تثبت علیہ اکمۃ، ولم

اسی خطبہ کا ایک جز ہے: وہ الفت و یکجائی کے بعد الگ الگ اور اپنے مرکز سے منتشر ہو گئے ہوں گے البتہ ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہونگے جو ایک شاخ کو پکڑے رہیںگے کہ جدھر یہ جھکیں ادھر وہ جھکیں گے یہاں تک کہ اللہ جلد ہی اس دن کیلئے کہ جو بنی اُمیہ کیلئے بدترین دن ہوگا انہیں اس طرح جمع کریگا جس طرح خریف کے موسم میں بادل کے ٹکڑے جمع ہو جاتے ہیں اللہ ان کے درمیان محبت و دوستی پیدا کریگا۔ اور پھر ان کا تہہ بہ تہہ جمے ہوئے ابر کی طرح ایک مضبوط جتھا بنا دیگا اور ان کے لئے دروازوں کو کھول دیگا کہ وہ اپنے

يرد سننه رصّ طود ولا حداب أرض. يذعذعهم الله في بطون أوديته، ثم يسلكهم ينابيع في الأرض يأخذ بهم من قوم حقوق قوم، ويمكن لقوم في ديار قوم. وايم الله ليذوبن ما في أيديهم بعد العلوّ والتمكين كما تذوب الألية على النار.

أيها الناس لو لم تتخاذلوا عن نصر الحق، ولم تهنوا عن توهين الباطل. لم يطمع فيكم من ليس مثلكم، ولم يقو من قوي عليكم، لكنكم تهتم متاه بني إسرائيل. ولعمري ليضعّفن لكم التيه من بعدي أضعافاً بما خلّفتم الحق وراء ظهوركم، وقطعتم الأدنى ووصلتم الأبعد. واعلموا أنكم إن اتبعتم الداعي لكم سلك بكم منهاج الرسول، وكفيتم مؤونة الاعتساف، ونبذتم الثقل الفادح عن الأعناق.

(نہج البلاغہ)

ابھرنے کے مقام سے شہر سبا کے دو باغوں کے اس سیلاب کی طرح یہ نکلینگے جس سے نہ کوئی چٹان محفوظ رہی تھی اور نہ کوئی ٹیلہ اس کے سامنے ٹھہر سکا تھا اور نہ پہاڑ کی مضبوطی اور نہ زمین کی اونچائی اس کا دھارا موڑ سکی تھی۔ اللہ سبحانہ انہیں گھاٹیوں کے نشیبوں میں متفرق کر دیگا پھر انہیں چشموں (کے بہاؤ) کی طرح زمین میں پھیلا دیگا اور ان کے ذریعہ سے کچھ لوگوں کے حقوق کچھ لوگوں سے لیگا اور ایک قوم کو دوسری قوم کے شہروں پر متمکن کر دیگا خدا کی قسم ان کی سربلندی و اقتدار کے بعد جو کچھ بھی ان کے ہاتھوں میں ہوگا اس طرح پگھل جائیگا جس طرح آگ پر چربی۔ اے لوگو! اگر تم حق کی نصرت و امداد سے پہلو نہ بچاتے اور باطل کو کمزور کرنے سے کمزوری نہ دکھاتے تو جو تمہارا ہمپایہ نہ تھا وہ تم پر دانت نہ رکھتا۔ اور جس نے تم پر قابو پالیا وہ تم پر قابو نہ پاتا لیکن تم تو بنی اسرائیل کی طرح صحرائے تیہ میں بھٹک گئے۔ اور اپنی جان کی قسم میرے بعد تمہاری سرگردانی و پریشانی کئی گنا بڑھ جائیگی، کیونکہ تم نے حق کو پس پشت ڈال دیا ہے اور قریبیوں سے قطع تعلق کر لیا اور دور والوں سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔ یقین رکھو کہ اگر تم دعوت دینے والے کی پیروی کرتے تو وہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے راستہ پر لے چلتا اور تم بے راہروی کی زحمتوں سے بچ جاتے اور اپنی گردنوں سے بھاری بوجھ اتار پھینکتے۔

(ترجمہ از جناب مفتی جعفر حسین صاحب مدظلہ)

حمد و معرفتِ خداوند تعالیٰ

از حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علی ابن الحسین علیہما الصلوٰۃ والسلام

(ترجمہ:- از جناب معظم مفتی جعفر حسین صاحب مدظلہٗ العالی)

(نوٹ):- بوجہ گنجائش صفحات صحیفہ کاملہ سے صرف اردو ترجمہ پر اکتفا کیا گیا۔ اصل متن اور مفتی صاحب مدظلہٗ کی شرح شامل نہیں کی گئی۔ صاحبان ذوق بیلفند والا کتاب "صحیفہ کاملہ" مکمل مع اصل متن ترجمہ و شرح دفتر ادارۂ معارف اسلام سے دس روپے مجلد اور خرچہ ڈاک ادا کرنے پر حاصل فرما سکتے ہیں۔ مدیر)

جب آپ دُعا مانگتے تو اس کی ابتدا خدائے بزرگ و برتر کی حمد و ثنا کش سے فرماتے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں فرمایا:-

" سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو ایسا اوّل ہے جس کے پہلے کوئی اوّل نہ تھا اور ایسا آخر ہے جس کے بعد کوئی آخر نہ ہوگا۔ وہ خدا جس کے دیکھنے سے دیکھنے والوں کی آنکھیں عاجز اور جس کی توصیف سے وصف بیان کرنے والوں کی عقلیں قاصر ہیں اس نے کائنات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اپنے منشائے ازل سے جیسا چاہا انہیں ایجاد کیا۔ پھر انہیں اپنے ارادہ کے راستہ پر چلایا اور اپنی محبت کی راہ پر ابھارا جن حدود کی طرف انہیں آگے بڑھایا ہے ان سے پیچھے رہنا اور جن سے پیچھے رکھا ہے ان سے آگے بڑھنا ان کے قبضہ و اختیار سے باہر ہے۔ اسی نے ہر ذی روح کے لئے اپنے (پیدا کردہ) رزق میں سے معین و معلوم روزی مقرر کر دی ہے۔ جسے زیادہ دیا ہے اسے کوئی گھٹانے والا گھٹا نہیں سکتا۔ اور جسے کم دیا ہے اسے کوئی بڑھانے والا بڑھا نہیں سکتا۔ پھر یہ کہ اسی نے اس کی زندگی کا ایک وقت مقرر کر دیا اور ایک معینہ مدت اس کے لئے ٹھہرا دی جس مدت کی طرف وہ اپنی زندگی کے دنوں سے بڑھتا اور اپنے زمانہ (زیست) کے سالوں سے اس کے نزدیک ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ زندگی کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور اپنی عمر کا حساب پورا کر لیتا ہے تو اللہ اسے اپنے ثواب بے پایاں تک جس کی طرف اُسے بلایا تھا یا خوفناک عذاب کی جانب جسے بیان کر دیا تھا قبض روح کے بعد پہنچا دیتا ہے تاکہ اپنے عدل کی بنا پر بُروں کو ان کی بداعمالیوں کی سزا اور نیکوکاروں کو اچھا بدلہ دے

اس کے نام پاکیزہ اور اس کی نعمتوں کا سلسلہ لگاتار ہے۔ وہ جو کرتا ہے اس کی پوچھ گچھ اس سے نہیں ہو سکتی اور لوگوں سے بہرحال بازپرس ہوگی۔

تمام تعریف اُس اللہ کے لئے ہے کہ اگر وہ اپنے بندوں کو حمد و شکر کی معرفت سے محروم رکھتا ان پیہم عطیوں پر جو اس نے دیئے ہیں اور ان پے در پے نعمتوں پر جو اس نے فراوانی سے بخشی ہیں۔ تو وہ اس کی نعمتوں میں تصرف تو کرتے اور اس کی حمد نہ کرتے اور اس کے رزق میں فارغ البالی سے بسر تو کرتے مگر اُس کا شکر بجا نہ لاتے اور ایسے ہوتے تو انسانیت کی حدوں سے نکل کر چوپایوں کی حد میں آجاتے اور اس توصیف کے مصداق ہوتے جو اس نے اپنی محکم کتاب میں کی ہے کہ "وہ تو بس چوپاؤں کے مانند ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ راہ راست سے بھٹکے ہوئے"۔

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے کہ اس نے اپنی ذات کو ہمیں پہچنوایا اور حمد و شکر کا طریقہ سمجھایا اور اپنی پروردگاری پر علم و اطلاع کے دروازے ہمارے لئے کھول دیئے اور توحید میں تنزیہ و اخلاص کی طرف ہماری رہنمائی کی اور اپنے معاملہ میں شرک و کجروی سے ہمیں بچایا۔ ایسی حمد جس کے ذریعہ ہم اس کی مخلوقات میں سے حمد گزاروں میں زندگی بسر کریں۔ اور اس کی خوشنودی و بخشش کی طرف بڑھنے والوں سے سبقت لے جائیں۔ ایسی حمد جس کی بدولت ہمارے لئے برزخ کی تاریکیاں چھٹ جائیں جو ہمارے لئے قیامت کی راہوں کو آسان کر دے اور حشر کے مجمع عام میں ہماری قدر و منزلت کو بلند کر دے جس دن ہر ایک کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائیگا۔ اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہ ہوگا۔ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئیگا اور نہ ان کی مدد کی جائیگی۔ ایسی حمد جو لکھی ہوئی کتاب میں ہے جس کی مقرب فرشتے نگہداشت کرتے ہیں۔ ہماری طرف سے بہشت بریں کے بلند ترین درجات تک بلند ہو۔ ایسی حمد جس سے ہماری آنکھوں میں ٹھنڈک آئے۔ جبکہ تمام آنکھیں حیرت و دہشت سے پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور ہمارے چہرے روشن و درخشاں ہوں جبکہ تمام چہرے سیاہ ہونگے۔ اور ایسی حمد جس کے ذریعہ ہم اللہ کی بھڑکائی ہوئی اذیت دہ آگ سے آزادی پاکر اس کے جوار رحمت میں آجائیں۔ ایسی حمد جس کے ذریعہ ہم اس کے مقرب فرشتوں کے ساتھ شانہ بشانہ بڑھتے ہوئے ٹکرائیں اور اس منزل جاوید و مقام عزت و رفعت میں جسے تغیر و زوال نہیں اس کے فرستادہ پیغمبروں کے ساتھ یکجا ہوں

تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے خلقت و آفرینش کی تمام خوبیاں ہمارے لئے

منتخب کیں اور پاک و پاکیزہ رزق کا سلسلہ ہمارے لئے جاری کیا اور ہمیں غلبہ و تسلط دے کر تمام مخلوقات پر برتری عطا کی۔ چنانچہ تمام کائنات اس کی قدرت سے ہمارے زیر فرمان اور اس کی قوت و سربلندی کی بدولت ہماری اطاعت پر آمادہ ہے

تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے سوا طلب و حاجت کا ہر دروازہ ہمارے لئے بند کر دیا تو ہم (اس حاجت و احتیاج کے ہوتے ہوئے) کیسے اس کی حمد سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں اور کب اس کا شکر ادا کر سکتے ہیں۔ نہیں! کسی وقت بھی اس کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمارے (جسموں میں) پھیلنے والے اعصاب اور سمٹنے والے عضلات ترتیب دیئے اور زندگی کی آسائشوں سے بہرہ مند کیا اور کار و کسب کے اعضا ہمارے اندر ودیعت فرمائے اور پاک و پاکیزہ روزی سے ہماری پرورش کی اور اپنے فضل و کرم کے ذریعہ ہمیں بے نیاز بنایا اور اپنے لطف و احسان سے ہمیں (نعمتوں کا) سرمایہ بخشا۔ پھر اس نے اپنے اوامر کی پیروی کا حکم دیا تاکہ فرمانبرداری میں ہم کو آزمائے اور نواہی کے ارتکاب سے منع کیا تاکہ ہمارے شکر کو جانچے مگر ہم نے اس کے حکم کی راہ سے انحراف کیا اور نواہی کے مرکب پر سوار ہو لئے۔ پھر بھی اس نے عذاب میں جلدی نہیں کی اور سزا دینے میں تعجیل سے کام نہیں لیا بلکہ اپنے کرم و رحمت سے ہمارے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا اور حلم و رافت سے ہمارے باز آ جانے کا منتظر رہا۔

تمام تعریف اس اللہ کیلئے ہے جس نے ہمیں توبہ کی راہ بتائی کہ جسے ہم نے صرف اس کے فضل و کرم کی بدولت حاصل کیا ہے تو اگر ہم اس کی بخششوں میں سے اس توبہ کے سوا اور کوئی نعمت شمار میں نہ لائیں تو یہی توبہ ہمارے حق میں اس کا عمدہ انعام بڑا احسان اور عظیم فضل ہے۔ اس لئے کہ ہم سے پہلے لوگوں کے لئے توبہ کے بارے میں اس کا یہ رویہ نہ تھا۔ اس نے تو جس چیز کے برداشت کرنے کی ہمیں طاقت نہیں ہے وہ ہم سے ہٹا لی اور ہماری طاقت سے بڑھکر ہم پر ذمہ داری عائد نہیں کی اور صرف سہل و آسان چیزوں کی ہمیں تکلیف دی ہے اور ہم میں سے کسی ایک کے لئے حیل و حجت کی گنجائش نہیں رہنے دی لہٰذا وہی تباہ ہونے والا ہے جو اس کی منشا کے خلاف اپنی تباہی کا سامان کرے اور وہی خوش نصیب ہے جو اس کی طرف توجہ و رغبت کرے۔

اللہ کے لئے حمد و ستائش ہے ہر وہ حمد جو اس کے مقرب فرشتے بزرگ ترین مخلوقات اور پسندیدہ حمد کرنے والے بجا لاتے ہیں۔ ایسی ستائش جو دوسری ستائشوں سے بڑھی چڑھی ہوئی ہو جس طرح ہمارا

پروردگار تمام مخلوقات سے بڑھا ہوا ہے۔ پھر اُسی کے لئے حمد و ثنا ہے اُس کی ہر ہر نعمت کے بدلے میں جو اس نے ہمیں اور تمام گزشتہ و باقی ماندہ بندوں کو بخشی ہیں ان تمام چیزوں کے شمار کے برابر جن پر اس کا علم حاوی ہے اور ہر نعمت کے مقابلہ میں دو گنی چوگنی جو قیامت کے دن تک دائمی و ابدی ہو۔ ایسی حمد جس کا کوئی آخری کنارا اور جس کی گنتی کا کوئی شمار نہ ہو جس کی حد و نہایت دسترس سے باہر اور جس کی مدت غیر مختتم ہو۔ ایسی حمد جو اس کی اطاعت و بخشش کا وسیلہ، اس کی رضا مندی کا سبب، اس کی مغفرت کا ذریعہ جنت کا راستہ، اس کے عذاب سے پناہ، اس کے غضب سے امان، اس کی اطاعت میں معین اس کی معصیت سے مانع اور اس کے حقوق و واجبات کی ادائیگی میں مددگار ہو۔ ایسی حمد جس کے ذریعہ ہم اس کے خوش نصیب دوستوں میں شامل ہو کر خوش نصیب قرار پائیں۔ اور ان شہیدوں کے زمرہ میں شمار ہوں جو اس کے دشمنوں کی تلواروں سے شہید ہوئے بیشک وہی مالک و مختار اور قابل ستائش ہے"۔

(تبرکات مرزا دبیرؒ) (منتخب کردہ محترمہ بیگم صاحبہ شیخ فیروزالدین)

اولادِ مصطفیٰؐ پر ظلمِ اشقیاء

(مرثیہ کے چند بند)

(۱)

آج کے دن کا یہ احوال ہے راوی نے لکھا
جل کے جب خیمۂ فرزندِ نبیؐ خاک ہوا
آئے سجادؑ کے بالیں پہ وہ اہلِ جفا
ایک نے فرش کو اور ایک نے بستر کھینچا
بولیں زینبؑ کہ گناہ کیا مرے بیمار کا ہے
اس کو مت مارو یہ مارا ہوا آزار کا ہے

(۲)

آن کر ہوش میں سجادؑ نے رو رو یہ کہا
آپ میں اٹھتا ہوں کیوں کھینچتے ہو ہاتھ مرا
قید کی فکر ہے یا کاٹنے آئے ہو گلا
یا میں بیمار ہوں میرے لئے لائے ہو دوا
باپ کو مار کے جو میرے سرہانے آئے
کیا مجھے سوگ کے کپڑے ہو پہنانے آئے

(۳)

جس کا مرتا ہے پدر یہ ہے جہاں کا دستور
اُس کو سمجھاتے ہیں سب لوگ ترس کھا کے ضرور
شمر کہنے لگا یہ آپ رکھیں دل سے دور
رحم منظور نہیں تم پہ ستم ہے منظور
تم کو ہم رنج دلانے کے لئے آئے ہیں
طوق و زنجیر پہنانے کے لئے آئے ہیں

(۴)

لاکے یہ بیڑیاں لوہے کی حضور اُس کے دھریں
ٹھنڈی سانسیں شہِ مظلوم کے نائب نے بھریں
گردِ سجادؑ کے سیدانیاں سب جمع ہوئیں
بیٹھا تھا شیر کی مانند وہ ابنِ شہِ دیں
شور تھا آفتِ تازہ ہے دکھائی جاتی
شیر کے پوتے کو بیڑی ہے پہنائی جاتی

(۵)

رو کے جلادوں سے یہ زینبِؑ بیکس نے کہا
حیف تم لوگوں کے دل میں نہیں انصاف ذرا
اُسے یہ طوق جو گردن میں کئی من کا پڑا
تم بتاؤ کہ یہ بیمار جیا یا کہ مرا
رحم کھاؤ شہِ مظلوم کا جانی ہے یہ
بے نشانوں کی بس اب ایک نشانی ہے یہ

امام علی ابن الحسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد میں

(اثر الحاج آقائی سید الف شاہ صاحب سید پاکنہاد مدظلہ)

اے زین العابدینؑ ہے وقت دعا خدارا — خاتمؑ کا ہے گھرانا بس آخری سہارا
مجھکو ہیں یاد کوفے اور شام کے سفر میں — زنجیر و طوق آہن، نازک بدن تمہارا
احضار آلِ احمدؐ دربارِ سلطنت میں — عصمتؑ تھی بے مقنعہ، سلطاں کو یہ گوارا
راسُ الحسینؑ خونی فرمانروا کے آگے — ظالم نے بید لیکر دندان و لب پہ مارا
زینبؑ کے خطبے علم و عرفان کے خزینے — اسلام جن سے محکم، الحاد پارا پارا
تبلیغ وہ تمہاری، توحید ذات باری — ذی علم محو حیرت، سلطاں نے دم نہ مارا
صبر و رضا سے جھیلا زنداں کی سختیوں کو — دل ذکر حق میں، لب پر الحمد کبریا را
تم نائب خدا تھے، محبوب کبریا تھے — تم صاحب زباں تھے پنہان و آشکارا
چاہتے اگر تو کرتے زیر و زبر عدو کو — کیا تھی بساط اس کی، کافی تھا اک اشارا
یکتی بعشق وحدت در کثرت عبادت — تھا یہ وقارِ عصمت صبر و سکوں تمہارا
عینِ خدا شناسی ہے معرفت تمہاری — گر یہ نہیں ہے حاصل تو دین کا خسارا
موجوں میں ہے تلاطم، ہیں بحرِ معصیت میں — جب یاس نے ڈبویا، امید نے ابھارا
گذری ہے عمر ساری، تر دامنی میں میری — اے شاہِ پاک دامن دریاب ایں گدا را

میں در پہ منتظر تھا آئی ندا کہ "سیدؔ"
سمجھا کسی نے مجھ کو خلوت میں ہے پکارا

خودکشی

انقلاب زندگی میں خودکشی در اضطرار
سہل ہے لیکن جہنم کو کرے کون اختیار
جان دینی ہو تو دی ہے جس نے اس کی راہ میں دے
راہ حق میں سر کٹانا سربلندی و وقار

سید الف شاہ عفی عنہ

تشریح الفاظ کے لئے بر صفحہ ۲۵

ورود اہل بیتؑ در دمشق

(شرح نظم "امام علی ابن الحسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد میں")

(از الحاج آقائی سید الف شاہ صاحب پاکتہاد مدظلہ)

ا۔ الحسینُ مِنّی وَ انا من الحسین۔ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ۔

ادیب فاضل آقائی محمد علی خلیلی (تہران) نے اس موضوع پر کافی روشنی ڈالی ہے آپ اپنی کتاب "زندگانی حسین ابن علیؑ جلد دوم میں لکھتے ہیں:"..... مرویست کہ چوں (اہل بیت عصمت وطہارت از حیث اسیران دربار شام) بدمشق رسیدند ام کلثومؑ خواہر حسینؑ بشمر گفت، من از تو خواہشی دارم"۔ شمر پرسید چیست، ام کلثومؑ گفت "خواہش دارم ہنگام ورود بہ شہر ما را از راہ خلوتی ببرید وایں سرہا را نیز از میان محملہا دور کنید زیرا باایں جنع کہ داریم از کثرت تماشاچیاں رسوائی شویم"۔ اما شمر برعکس دستور داد تا سرہا را بر نیزہ ہائی بلند زدند و میان کاروانِ اسیراں جا دادند واز پرازدحام ترین کوچہ وخیاباں آنہا را عبور دادند۔

اسیراں را بالآخرہ باہماں حال واز میان دستہ ہائی تماشاچی عبور دادند ونزدیکی مسجد جامع دمشق نگاہ داشتند تا بخلیفہ اطلاع دہند واو فرمان خود را دربارۂ آنہا صادر کند"۔

در مجلس یزید۔ "چوں از یزید دستور یافتند اسیراں را ببارگاہ او وارد کردند معروف است کہ اسیراں وقتی بحضور یزید رسیدند در بند بودند ....

(ترجمہ) روایت ہے کہ جب (اہل بیت عصمت وطہارت دربار شام کے قیدیوں کی حیثیت میں) دمشق میں پہنچے تو ام کلثومؑ خواہر حسینؑ نے شمر سے کہا "میں تجھ سے ایک خواہش رکھتی ہوں" شمر نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ ام کلثومؑ نے فرمایا "میری خواہش یہ ہے کہ شہر دمشق میں داخلے کے وقت ہمیں کسی ایسے راستے سے لے جایا جائے جہاں لوگ کم ہوں اور (شہداء کے) سروں کو ہمارے اونٹوں سے دور رکھا جائے کیونکہ جس حالت میں ہم اس وقت ہیں ہم تماشائیوں کی کثرت میں رُسوا نہ ہوں"۔ لیکن شمر نے برعکس حکم دیا۔ شہداء کے سروں کو نیزوں پر بلند کیا گیا اور قیدیوں کے قافلے کے درمیان اُن کی جگہ مقرر کی گئی۔ اور قافلے کو اُن آباد ترین کوچہ و بازاروں میں سے گذارا گیا جہاں عوام الناس انبوہ در انبوہ تماشا دیکھنے کے لئے موجود تھے۔

بالآخرہ قیدیوں کو اُسی حال میں اور تماشا دیکھنے والوں کے دستوں کے درمیان سے عبور دیا گیا اور وہ دمشق کی جامع مسجد کے نزدیک ٹھہرائے گئے۔ تاکہ خلیفہ کو اطلاع دے دیں اور خلیفہ اُن قیدیوں کے متعلق فرمان صادر کرے۔

"یزید کی مجلس میں" - یزید کے حکم کے تحت قیدیوں کو اُس کی بارگاہ میں لے گئے۔ معروف ہے کہ جب قیدی یزید کے سامنے پہنچے تو اُن کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے - لیکن زین العابدینؑ زنجیر سے جکڑے ہوئے تھے - قیدی اسی حال کے ساتھ بارگاہ اموی میں یزید کے حضور کھڑے کر دیئے گئے - اس وقت علیؑ ابن الحسینؑ یزید سے مخاطب ہوئے اور فرمایا "میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں - خود ہی کہو کہ اگر پیغمبرؐ ہم کو اس حال بد میں دیکھیں تو کیا کہیں گے" یہ سن کر تمام حاضرین مجلس رونے لگے - یزید نے حکم دیا کہ قیدیوں کے بند ہائے دست اور علیؑ ابن الحسینؑ کے ہاتھوں سے بند اور گردن سے زنجیر آہنی کھول دی جائیں - اس کے بعد سرہائے شہداء مجلس یزید میں لائے گئے اور حسین (علیہ السلام) کا سر یزید کے سامنے رکھا گیا - یزید نے حکم دیا کہ قیدی عورتوں کو کسی ایسی جگہ بٹھایا جائے کہ ان کی نگاہیں سر حسینؑ پر نہ پڑیں - پس عورتوں کو یزید کے سر کے پیچھے ایک صف میں کھڑا کیا گیا - فاطمہؑ و سکینہؑ دختران حسینؑ اس کوشش میں تھیں کہ اپنے باپ کے سر کو دیکھیں لیکن یزید عورتوں اور حسینؑ کے سر کے درمیان حائل تھا اور اس کوشش میں تھا کہ عورتیں سر کو نہ دیکھ سکیں - بالآخرہ ان لڑکیوں نے سر کو دیکھ لیا اور بے اختیار رونا اور چلانا شروع کیا - باقی عورتوں کی بھی رونے کی آوازیں بلند ہوئیں - یہاں تک کہ حرم سرائے یزید میں اس کی عورت اور معاویہ کی لڑکیاں بھی بلند آواز سے رونے لگیں - اس نالہ و شیون کے ضمن فاطمہؑ دختر حسینؑ نے یزید سے کہا "آیا یہ روا ہے کہ پیغمبر کی لڑکیاں قیدی ہو کر تیری مجلس میں اس حال کے ساتھ حاضر ہوں" - اہل مجلس پھر رونے لگے اور یزید کی عورت اور دوسری عورتوں نے بھی رونا شروع کر دیا - زینبؑ نے بھی سر کو دیکھ لیا اور اس مجلس میں محشر برپا کر دیا - اور ہر دوست و خیر خواہ کو رلایا - لیکن یزید ساکت تھا اور برابر سر پر نگاہ جمائے رہا اور بعد ازاں حصین ابن حمام کے اشعار پڑھے . . . . .

اس کے بعد یزید نے چوب خیزران (بید کی چھڑی) منگوائی اور اس چھڑی سے دندانِ حسینؑ کو مارنے لگا اور کہا کہ "یہ بھی روز بدر کا ایک عوض محسوب ہو" - یعنی جنگ بدر میں آپ کے آباء نے ہمارے آباء و اجداد کے ساتھ جیسا سلوک کیا تھا اس کے عوض ہم آج

آپ کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہیں) ...... اور پھر روایت ہے کہ ابو برزہ اسلمیؓ اُس مجلس میں موجود تھا۔ اس نے یزید کو منع کیا کہ حسینؑ کے دانتوں پر چھڑی نہ مارے اور کہا اے یزید تجھ پر افسوس ہے۔ آیا تو حسینؑ پسر فاطمہؑ کے لب و دندان پر چھڑی مارتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے (بچشم خود) دیکھا کہ پیغمبرؐ حسینؑ اور ان کے بھائی حسنؑ کے دانتوں کو چومتے اور فرماتے تھے۔ "تم دونوں بھائی جوانان بہشتی کے آقا اور سردار ہو۔ خداوند تعالیٰ قاتلوں کو لعنت کرے اور جہنم کی آگ کو جو بدترین جگہ اور بدترین انجام ہے ان کے لئے تیار کرے"۔ یزید بھی ابن زیاد کی طرح غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ اس کو قتل کر دو یا مجلس سے باہر نکال دو۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس مرد نے یزید سے کہا۔ روز قیامت (اے یزید) تیرا شفیع ابن زیاد ہوگا۔ اور اس سر کے صاحب (حسینؑ) کا شفیع محمدؐ ہے۔ یہ کہا اور مجلس سے باہر نکل گیا۔

(الف) "امامت نفس نبوت ہے بلکہ غایت و مقصود نبوت اور معرفت امام معرفت خدا ہے۔ قال النبی صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةً الْجَاهِلِيَّةِ۔ جس نے امام زمانہ کو نہ پہچانا اور مر گیا وہ جاہلیت کی موت (مشرک کافر یا منافق) مرا۔ بلا معرفتِ امام نہ توحید صحیح ہے نہ اعتقاد بہ نبوت"۔ (مواعظ حسنہ از علامہ شیخ عبد العلی الہروی علیہ الرحمۃ)

(ب) مثل اهل بيتي فيكم كمثل سفينة نوحؑ من ركبها نجى ومن تخلف عنها غرق وهلك۔ (حدیث نبویؐ)

(ترجمہ: میرے اہلبیتؑ کی مثال کشتی نوحؑ کی مثال ہے جو اُس کشتی میں سوار ہوا۔ اُس نے نجات پائی اور جس نے سوار ہونے سے منہ پھیرا وہ غرق و ہلاک ہوا) ۔

خاتونِ کربلا کی زندگی پر سرسری نظر

(از جناب علامہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ احسن کامونپوری۔ مجتہد العصر
و فاضل جامع ازہر مصر و ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علیگڑھ)

(گزشتہ سے پیوستہ)

شیطان ابن زیاد بیمار امام سے اُلجھنے لگا۔ خاتونِ کربلا کی طرح ابتدا میں امام بھی خاموش رہے۔ اور اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ لیکن جب اُس نے کریدا تو امام کی منطق نے اُسے مبہوت کر دیا۔ اُس نے اپنی جھنجھلاہٹ کی تکلیف کو دُور کرنے کے لئے امام کے قتل کا حکم دے دیا۔ جب خاتونِ کربلا نے یہ حکم سُنا تو بھتیجے سے لپٹ گئیں۔ اور ابن زیاد سے فرمایا کہ تو نے ہمارا جس قدر خون بہایا ہے تیرے لئے بہت کافی ہے۔ کیا تو نے کسی ایک کو بھی ہمارے آدمیوں میں زندہ چھوڑا ہے ــــــ؟ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر تو مومن ہے تو میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ ان کے ساتھ مجھے بھی قتل کر دے۔ ابن زیاد کچھ دیر تک خاتونِ کربلا کے اس جذبۂ قربانی کو دیکھتا رہا۔ پھر اُس نے کہا۔ حیرت ہے قرابت کے اثر پر، واللہ میرا خیال ہے کہ ان کی خواہش تھی کہ اگر میں زین العابدینؑ کو قتل کروں تو ان کو بھی قتل کر دوں۔

(ص ۲۳ ج ۴ تاریخ کامل ابن اثیر)

۱۱ ــــــ دمشق شام میں جب خاتونِ کربلا کا داخلہ ہوا۔ تو ان کے نفسیات بلند نے قوت کے ساتھ اپنے جوہر دکھائے۔ مشرقی دنیا کے مشہور و معروف فاضل فرید وجدی مصری مرحوم نے اپنی دائرہ معارف قرن عشرین (ص ۷۹۴ مطبوعہ مصر ۱۹۳۷ء) میں خاتونِ کربلا کے ذکر کا آغاز ان الفاظ میں کیا ہے۔ "کانت من فضلیات النساء و جلیلات العقائل" فرید وجدی نے سرسری طور پر امام کی شہادت اور حرم محترم کی دربار ابن زیاد میں پیشی پھر دمشق میں داخلہ کے ذکر کے بعد لکھا ہے ــــــ جب یہ قیدی دربار میں لائے گئے تو یزید نے حکم دیا کہ ایک طشت میں امام کا سر رکھا جائے۔ یزید امام کے دانتوں پر چھڑی سے بے ادبی کرتا تھا اور یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ ؎

انما قد کر شیئا قد فعل
لیت اشیاخی ببدر شهدوا
جزع الخزرج من وقع الاسل
لاهلوا واستهلوا فرحا
ثم قالوا یا یزید لاتشل

(عبداللہ بن زبعری کے اشعار پر تضمین کرتے ہوئے اُس نے کہا) آج اگر ہمارے بدر کے مقتول سردار زندہ ہوتے تو وہ خوش ہوتے اور کہتے اے یزید تیرا ہاتھ کبھی شل نہ ہو ــــــ فرید وجدی لکھتے ہیں حالانکہ زینبؑ اسیر تھیں لیکن یزید سے یہ اشعار سُن کر انھوں نے کہا ــــــ

"اے یزید اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا ہے ــــ پھر جن لوگوں نے بُرائی کی تھی ان کا انجام بُرا ہی ہُوا۔ کیونکہ ان لوگوں نے خدا کی آیتوں کو جھٹلایا تھا اور ان کے ساتھ مسخرا پن کیا تھا۔ (قرآن ۳۰ روم)

فرید وجدی نے خاتون کربلا کی معرکہ آرا تقریر کا اقتباس بھی دیا ہے جس میں وہ فرماتی ہیں ــــــ

"اے یزید تو نے آسمان و زمین کو ہم پر تنگ کرکے قیدیوں کی طرح دربدر پھرا کے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم اللہ کے نزدیک ذلیل ہوگئے۔ اور تجھے اس سے بزرگی مل گئی۔ تو دنیا کو اپنی مرضی کے مطابق پاکے اترا رہا ہے۔ حالانکہ قدرت نے (مصلحتاً) تجھے ڈھیل دے رکھی ہے ــــــ

"جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے ان کو جو مہلت و فارغ البالی دی ہے وہ ان کے حق میں بہتر ہے۔ (قرآن ۱۷۸ / ۳ آل عمران)

یہ بھی فرمایا کہ ــــــ اے فتح مکہ کے موقع پر آزاد کردہ جماعت کی اولاد اپنی عورتوں اور کنیزوں کو تو نے پردہ میں رکھا مگر اولادِ رسولؐ کی تو نے پردہ دری کی اور دربدر ان کی تشہیر کی۔ تیری گستاخی کی یہ حد ہے کہ کہتا ہے۔ "کاش میرے خاندان کے بدر کے کشتہ بزرگ زندہ ہوتے۔ اور یہ منظر دیکھتے۔ تو چھڑی سے ابوعبداللہ (حسینؑ) کے دانتوں سے بے ادبی کر رہا ہے۔ تو نے ذریتِ رسولؐ کا خون بہا کر عترتِ رسولؐ کی بیخ کنی کی ہمارے شہدا جنت میں ہیں۔ "جو لوگ خدا کی راہ میں شہید کیے گئے انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو۔ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے پاس سے روزی پاتے ہیں۔ (۱۶۹ / ۳ آل عمران ۳)

قیامت میں اُسے معلوم ہوگا جس نے تجھے اس جگہ پر بٹھایا۔ کہ کس کا ٹھکانا بُرا ہے اور کس کے مددگار کمزور ہیں جبکہ قاضی اللہ ہوگا۔ اور مدعی رسولؐ ہونگے۔ اور تیرے اعضاء تیرے خلاف گواہی دینگے ——— اے دشمنِ خدا تجھ سے بات کرنا میں اپنی توہین سمجھتی ہوں۔ آنکھیں اشک بار ہیں۔ دل جل رہا ہے ——— ہماری بے حرمتی کے صلہ میں اللہ کے خزانے سے شیاطین کا گروہ سفیہوں کے گروہ سے صلہ کا اُمیدوار ہے۔

اگر تو نے آج بظاہر ہمارے قتل سے فائدہ اٹھایا ہے تو اس سے اس وقت نقصان اٹھانا پڑے گا جب سوا تیرے عمل کے تیرے پاس کچھ بھی نہ ہوگا تو ابن مرجانہ (ابن زیاد) کو پکارے گا اور وہ تجھے پکارے گا۔ میں صرف اللہ سے شکایت کرتی ہوں۔ تجھے جو کچھ کرنا ہے کر بخدا عار کا یہ داغ کبھی تیرے دامن سے نہ مٹ سکے گا۔ خدا کی حمد کہ اس نے سعادت اور مغفرت کو سرداران جوانان جنت کا انجام قرار دیا۔ اور انہیں جنت عطا کی ——— میں خدا سے دعا کرتی ہوں کہ ان کے درجے بلند کرے اور مزید فضل سے ان کو نوازے (ص ۹۷ دائرہ معارف قرنِ عشریں) ———

ذلت و عزت اور موجودہ زندگی اور آخرت کے متعلق اور سزا و جزا کے مسائل پر خاتونِ کربلا کے اس برجستہ خطبہ سے جو روشنی پڑتی ہے اس پر پاکیزہ رسولوں اور حق آگاہوں کی ہمیشہ نظر رہی ہے۔ اور ذہنی و روحانیت کی ترقی کے ساتھ ساتھ روز بروز اس کے جوہر کھلتے رہینگے۔ اس دربار میں ایک اور واقعہ پیش آگیا جس میں خاتونِ کربلا کی شجاعت و بزرگی کا اظہار ہوا ———

ایک ناواقف شامی نے (معاذ اللہ) فاطمہؑ بنت الحسینؑ کو کنیزی کے لئے یزید سے مانگا ——— خاتونِ کربلا نے فرمایا۔ تو جھوٹا ہے۔ تو نے کمینہ پن کی بات کی یہ حق نہ تجھے ہے نہ خود یزید کو ہے خاتونِ کربلا نے جس صاعقہ بار انداز میں اُسے جھڑکا اس سے یزید کے نفسیات پیچیدہ ہو گئے۔ اس نے کہا خدا کی قسم مجھے یہ حق ہے اگر حاصل کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔ خاتونِ کربلا نے فرمایا ہرگز نہیں۔ اللہ نے تجھے یہ حق نہیں دیا ہے۔ ہاں اس وقت تو ایسا ہو سکتا ہے کہ ہماری ملت سے نکل جائے اور ہمارے دین کے علاوہ کسی اور دین کو اختیار کرے۔ اشتعال اور شکست کی ملی جلی کیفیت اس پر طاری ہو گئی۔ اور وہ شعلہ کی طرح بھڑکا اور بجھ گیا۔ کہنے لگا تم مجھ سے اس طرح باتیں کرتی ہو؟ (معاذ اللہ) دین سے نکلے تمہارے باپ اور بھائی۔ خاتونِ کربلا نے کہا۔ اللہ کے دین اور میرے باپ اور بھائی اور نانا کے دین سے تو نے تیرے باپ نے اور دادا نے ہدایت پائی۔ یزید نے کہا۔ (معاذ اللہ) اے دشمنِ خدا تم جھوٹ بول رہی ہو۔ خاتونِ کربلا نے فرمایا تم حاکم ہو اور ظلم سے گالی دیتے ہو۔

اور اپنے اقتدار سے دباتے ہو۔ اس پر یزید جھینپ گیا۔ (ج ۲ تاریخ کامل ابن اثیر)

جانباز قیدی قید خانہ میں ڈال دیئے گئے۔ انقلاب کے کوہ آتش فشاں سے دھواں اٹھنے لگا۔ ملک کے مختلف حصوں میں واقعۂ شہادت سے بیداری جرأت و ہمت پیدا ہوئی یزید پر تنقیدیں ہونے لگیں۔ اس سے یزید پریشان ہوگیا۔ اس نے اہل حرم کی رہائی کا حکم دے دیا۔ لیکن خاتونِ کربلا نے دمشق میں مزید چند دن قیام کی خواہش کی تاکہ آزادی کے ساتھ دشمن کے دارالسلطنت میں سید الشہداءؑ اور کشتگانِ شہداء راہ خدا کا غم منالیں۔ خاتونِ کربلا نے کئی روز غم کی مجلس برپا کی جس میں دمشق کی عورتوں نے شرکت کی۔ ذہن بدلے حقیقت سے پردے ہٹے ——

خاتونِ کربلا ہی کی فرمائش پر یہ قافلہ کربلا ہوتے ہوئے مدینہ پہنچا کربلا میں کئی روز قیام رہا۔ بھائی کی قبر سے آخری بار بہن رخصت ہوکر مدینہ آئی۔ اور ساری زندگی بھائی کے نصب العین کی اشاعت کے لئے وقف کردی جس طرح اللہ نے اپنا دین نازل کیا اور سرورِ انبیاءؐ نے اس کی اشاعت کی اور سید الشہداءؑ نے اس کو حیاتِ تازہ بخشی اس طرح خاتونِ کربلا نے سید الشہداءؑ کے کارنامے کو زندہ رکھا۔ پھیلایا۔ اس کی تشریح کی۔ اور تاریخ کو اس کا امین بنایا۔

۱۲ —— تاریخ و سیرت و رجال و اخلاق کے مصنف جب جب اس عہد کی تاریخ چھیڑتے رہے ہیں۔ تو خاتونِ کربلا کی عقل و فہم و ہمت نے ان کو شدت سے متاثر کیا ہے ——

عرصۂ دراز سے خاتونِ کربلا پر مستقل کتابوں میں اور تاریخ کربلا کے ضمن میں اور صدر اول کی مسلمان خواتین کے ساتھ اظہارِ خیال کیا جاتا ہے

نظم و نثر میں ادیبوں۔ شاعروں کے ذہن عظمت بنت بتولؑ پر عقیدت کے موتی لٹاتے رہے ہیں۔

ابو الحسن یحییٰ بن حسن عقیقی عبیدلی ۲۷۷ھ نے اخبار الزینبیات ایک کتاب لکھی جس میں ان خواتین پر تاریخی مواد مہیا کیا جن کے نام "زینبؑ" تھے۔ اس سلسلے میں عبیدلی نے خاتونِ کربلا پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ عربی و فارسی۔ اردو و انگریزی میں چھوٹے بڑے رسالے خاتونِ کربلا پر شائع ہوتے رہے ہیں۔

ابن طولون نے الرسالۃ الزینبیۃ لکھی۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے رسالہ زینبیہ لکھا حسن قاسم مصری مدیر رسالہ ہدی الاسلام نے رسالہ "سیدہ زینبؑ" لکھا۔ ان کے علاوہ مصریوں نے مختلف اوقات میں بہت سے رسالے شائع کئے۔ فارسی میں عباس علی خاں متوفی

کاشانی مولف ناسخ نے طراز المذہب لکھا۔ عصر قریب میں عربی میں ایک قابل توجہ کتاب فاضل نجف شیخ جعفر نقدی مرحوم نے زینب کبریٰ لکھی۔

ڈاکٹر بنت الشاطی مصری مشہور خاتون نے "بطلہ کربلا" کتاب لکھی جس کا ترجمہ مکرمی خان بہادر سید محمد عباس صاحب نے کیا جس کا ایک ایڈیشن ادارہ سرفراز نے اور دوسرا ایڈیشن امامیہ مشن لاہور نے شائع کیا۔ اور تیسرا ایڈیشن نظر ثانی کے بعد شائع ہونے والا ہے۔ انگریزی میں محمد سالمین صاحب نے بمبئی سے ایک کتاب شائع کی۔

اردو میں بھی کئی کتب ہیں اس موضوع پر موجود ہیں "سیدہ کی بیٹی" رازق الخیری دہلوی نے شائع کی۔ صادق حسین صاحب مرحوم بی۔ اے کی کتاب "ثانی زہرا" ایک سنجیدہ کتاب ہے۔ جناب اشہر لکھنوی نے زینت کربلا شائع کی۔ ایک کتابچہ "خاتون کربلا" صالحہ عابد حسین صاحبہ نے شائع کیا۔ اخبار سرفراز لکھنؤ نے ایک مخصوص نمبر ثانی زہرا پر شائع کیا۔ ہمارے روحانی فرزند جناب جعفر رضا ایم۔ اے فلاسفی علیگ نے "کردار خاتون کربلا" شائع کی۔ ان کتابوں کو نظر ثانی کے بعد بار بار پبلک میں لانے کی ضرورت ہے۔ ابھی ایک خالص تاریخی نقطہ نظر سے ثانی زہرا پر ایک تصنیف کی جگہ خالی ہے۔ جس میں ان کے متعلق سارا تاریخی مواد بحث و تنقید کے ساتھ جمع کر دیا جائے۔ اور حتی الامکان آپ کی شخصیت پر پوری پوری روشنی ڈالی جائے۔ یہ کتاب تاریخ و ادب و سیرت کے بعض نئے گوشوں کو اجاگر کرے گی اور ثانی زہرا کی سیرت کے مطالعہ کے لئے نیا ذہن پیدا کرے گی۔ (مجتبیٰ حسن کاموں پوری)

معارف اسلام کے متعلق

سرپرست امامیہ مشن حضرت علامہ سید علی نقی مجتہد العصر والزمان

کے اخبار کا بے لاگ سنہری تبصرہ

ماہنامہ "معارف اسلام" لاہور۔ مدیر اعزازی غیاث الدین صاحب ملنے کا پتہ:۔ دفتر ادارہ "معارف اسلام" شیخ مشن شاہ عالمی گیٹ لاہور سالانہ چندہ چار روپے (اب پانچ روپے کر دیا گیا ہے) یہ رسالہ تقریباً چار سال سے بحمد اللہ ترقی پذیر شکل میں قائم ہے۔ حجم فعلاً ۴۸ صفحات کا ہے (اب حجم بڑھا کر ۶۴ صفحات کر دیئے گئے ہیں) جن کے علاوہ ۸ صفحے مسلسل ایک کتاب کے ہوتے ہیں جس کے بعد ۵۶ صفحات کی تعداد ہو جاتی ہے۔ جس کا سالانہ چندہ چار روپے (یعنی اب پانچ روپے) کم ہی ہے زیادہ نہیں۔

اس رسالہ کی خاص انفرادیت یہ ہے کہ وہاں کے حالیہ فوجی انقلاب سے بہت پہلے اس نے شروع سے اپنا انداز مناظرانہ طرز سے بالکل جدا صلح پسندانہ اور روادارانہ رکھا اور تعمیری و اتحاد پرور انداز میں حقائق دینیہ کی اشاعت اس کا نصب العین رہا ہے۔ بلاشبہ پاکستان اور بالخصوص پنجاب میں تو نوادر و عجائب ہی میں سے شمار کئے جانے کے قابل ہو سکتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس انداز سے حقیقی خدمتِ حق ہو سکتی ہے۔ مناظرانہ لب ولہجہ اور درشت انداز سے نہیں ہو سکتی۔

اس رسالہ میں علاوہ اس کے مدیر محترم کے جو خود بھی ایک پر خلوص جواں سال باعمل مرد میدان ہیں اور ان کے خود جو تراوشاتِ قلمی رسالہ کے صفحات پر آتے ہیں وہ بھی شائستہ متانت انداز کے حامل ہوتے ہیں۔ اس کے روحِ رواں جناب سید امداد حسین صاحب کاظمی مشہدی ہیں جن کی اس سے پہلے عمر سرکاری ملازمت میں گذری مگر اب پیرانہ سالی میں سرکاری ملازمت سے علیحدہ ہونے کے بعد وہ قلمی میدان میں جو اترتے ہیں تو اس چند سال کے عرصہ میں خدا جھوٹ نہ بلوائے تو کئی ہزار صفحات لکھ ڈالے ہیں جتنے شاید بہت سے اہل علم نے اپنی پوری زندگی میں پڑھے نہ ہوں گے۔ اب ہمارے پاکستانی صاحبان علم اکثر ایسے پہلوؤں پر تو نظر کر کے شاکی ہوتے ہیں کہ ہر صفحہ پر اُن کا نام اِن الفاظ میں ہے کہ

"نگی ان اعلےٰ - علامہ سید امداد حسین کاظمی مشہدی"

وہ اس علامہ کے نقطہ کو دیکھتے اور اس پر برافروختہ ہوتے ہیں۔ لیکن اس سرگرمی عمل سے جو موصوف میں نظر آرہی ہے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے کہ ٹھوس معلومات کے ذخائر آپ کے سینہ کے اندر مقفل ہوں تو اُن سے قوم کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

اس سے ہزار درجہ بہتر ہیں وہ سطحی معلومات جن سے کام لیا جائے اور خلق خدا کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کی جائے ...... بہر حال ہمارے نزدیک تو جناب سید امداد حسین یقیناً قابلِ شکریہ ہیں کہ وہ برابر نصرتِ علم و دین میں سرگرمِ عمل ہیں اور مستقل تصانیف سے بھی جو ادارۂ معارف اسلام سے شائع ہوتے ہیں اور اس مجلۂ علمیہ معارف اسلام سے بھی کہ جو بلاشبہ مفید مضامین کا حامل ہوتا ہے وہ قوم و ملت کو فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء

(پیام اسلام لکھنؤ ۱۶ ستمبر ۱۹۵۹ء و رہنما کار لاہور یکم اکتوبر ۱۹۵۹ء)

علامہ کامونپوری کا گرانقدر سرٹیفکیٹ

جناب مورخِ اعظم علامہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن صاحب کامونپوری صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی (علیگڑھ) تحریر فرماتے ہیں:-

مکرمی - سلامٌ علیکم

...... مارچ ۱۹۵۵ء سے ماہنامہ "معارف اسلام" جاری ہے۔ اس مدت میں اس نے نہایت خلوص اور لگن سے دینی خدمات انجام دیئے۔ مستقل مزاجی کے ساتھ اپنے نصب العین کی راہ پر گامزن رہا۔ بعض اسباب نے قوم کے ذوق مطالعہ کو مناظرہ سے شدت کے ساتھ متاثر کر دیا تھا۔ دین اور زندگی کے دوسرے مسائل اور موضوعات سے دلچسپی بہت گھٹ گئی تھی اس کی وجہ سے دین کی وسعت اور اس کے مسائل پر لٹریچر کی پیداوار کا سلسلہ بیحد سست تھا خصوصاً پنجاب کا ذہن تلخ مناظرہ کا بہت عادی تھا۔ ایسے ماحول میں سنجیدہ مضامین اور بین الاسلامی اتحاد کی دعوت اور دین کے موجودہ مسائل پر توجہ مشکل کام تھا۔ لیکن معارف اسلام نے اس مشکل کام کو سامنے رکھا۔ اس کے مضامین میں متانت - اتحاد

اسلامی کی اہمیت کو ملحوظ رکھا گیا۔ اگر لکھنے والوں کی اور زیادہ تربیت ہو تو اور زیادہ تنظیم پیدا کی جا سکتی ہے اور رسالہ کے بارہ پرچوں میں سے ہر پرچہ کسی ایک موضوع پر مرتب ہو سکتا ہے۔

(مجتبیٰ حسن کاموں پوری علیگڈھ ۱۱ رمئی ۱۹۶۰ء)

محقق اعظم آغا محمد سلطان مرزا صاحب البلاغ المبین کے تاثرات

"معارف اسلام" کئی سالوں سے میری نظر سے گزر رہا ہے۔ عامہ جماعت اسلامیہ کیلئے اس کے مضامین فقہ و شریعت اسلام کی توضیح و تشریح میں نہایت اعلیٰ و مفید ہوتے ہیں۔ ملت ناجیہ امامیہ کے متعلق جو مضامین ہوتے ہیں وہ ملت امامیہ کو نہایت عمدہ اور صحیح پیرایہ میں پیش کرتے ہیں۔ میں اس رسالہ کو ہر ایک فرد ملت اسلامیہ کے مطالعہ کے لئے نہایت ضروری خیال کرتا ہوں۔ فقط

محمد سلطان مرزا

معارف اسلام کے متعلق

حضرت تقدس مآب مولانا سید منظور حسین نقوی کے ارشادات

جناب محترم ناشر علوم اہلبیت طاہر بن شیخ غیاث الدین صاحب دامت معالیکم

سلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔۔۔۔۔۔ رسالہ مجلہ علمیہ "معارف اسلام" اسم بامسمیٰ علوم قرآن اور حقائق و معارف اہلبیت علیہم السلام کا حقیقی خزینہ دار ہے۔ مضامین ٹھوس بلند پایہ اور علمی تحقیقات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ زبدۃ الافاضل جناب علامہ السید امداد حسین صاحب کاظمی کی علمی نگارشات اور معقولات و منقولات میں ڈوبے ہوئے مقالات و شذرات جریدہ فریدہ مذکورہ کی کامیابی کی بہترین ضامن ہیں۔ الحمد للہ کہ اس بارہ میں آپ کی مساعی جمیلہ مشکور ہیں۔ خداوند عالم آپ کی توفیقات خیر میں مزید اضافہ فرمائے تاکہ آپ اہلبیت کی خدمت کا حق ادا کر سکیں۔ شمارہ ہذا (ماہ اپریل ۱۹۶۰ء) کا مضمون "علی ما فوق النظر" حقیقتاً ایک بلند پایہ و گراں قدر مقالہ ہے "دعوت ذو العشیرہ کا تجزیہ" جس حسن و خوبی اور بہترین انداز میں جناب محترم ڈاکٹر بخاری صاحب نے کیا ہے مستحق صد آفرین ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

سید منظور حسین نقوی ۲ مئی ۱۹۶۰ء

(سابق خطیب و امام جمعہ و جماعت جامع حائری لاہور حال علی پور ضلع مظفر گڑھ)

علامہ گوپالپوری کے گرانقدر تاثرات

جناب مکرم علامہ سید نذر حسن صاحب گوپالپوری۔ باقر گنج سے تحریر فرماتے ہیں:۔

میرے محترم غیاث صاحب۔ سلام باکرام..... آپ کی نگرانی میں "معارف اسلام" کے پرچے کی ترقیاں حیرت انگیز ہیں۔ اور موجودہ دور کشمکش میں ایسے ہی پرچہ کی ضرورت بھی ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ پرچہ روز افزوں ترقی پر ہے۔ میری تو دعا ہے کہ یہ پرچہ ہفتہ وار ہو جائے تاکہ اور بھی کافی اصلاحیں قوم مسلم کی ہو سکیں۔ یہ پرچہ ہر مذہب وملت کے دیکھنے کے لائق ہے جو حق کا متلاشی ہو اور اپنے اخلاق کو خدائی فرمان کے مطابق لانا چاہتا ہو۔ پھر ہندوپاکستان کے اندر اتنا کم خرچ پرچہ دوسرا مل بھی نہیں سکتا۔ اگر پھر بھی قوم توجہ نہ کرے تو افسوس صد افسوس ہے پرچہ کیا ہے خدائی احکام کا آرگن ہے۔

نذر حسن۔ گوپال پور۔ ۲۰۔ اپریل ۱۹۵۰ء

معارف اسلام ہفت روزہ رضاکار کی نظر میں

"ہمارے ہاں اشاعت دین کرنے والے اداروں کی تعداد انگلیوں پر شمار ہو سکتی ہے" ادارہ معارف اسلام" ان اداروں میں ایک اہم حیثیت رکھتا ہے۔ اس ادارہ نے ایک قلیل عرصہ میں مذہب حقہ کی تبلیغ واشاعت کے سلسلہ میں جو دینی خدمات انجام دی ہیں وہ قابل صد ستائش ہیں اور دوسرے تبلیغی اداروں کے لئے لائق تقلید!

"ادارہ معارف اسلام" کا نصب العین اسلام حقیقی یعنی مذہب اہلبیتؑ علیہم السلام کی نشر واشاعت کرنا ہے۔ باوجود اپنے محدود ذرائع اور نامساعد حالات کے چند سال میں ادارہ نے ترقی کی جو منازل طے کی ہیں اُن سے یہ بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارا یہ تبلیغی ادارہ بہت جلد قابل فخر دینی خدمات انجام دینے کے قابل ہو جائے گا۔

اسے ادارہ کی خوش قسمتی کہنا چاہیئے کہ اسے محترم شیخ غیاث الدین صاحب۔ مولانا سید امداد حسین صاحب کاظمی اور مولانا مرزا احمد علی صاحب قبلہ ایسی مخلص ہستیوں کی سرپرستی کا فخر حاصل ہے.......... صاحب نے تو اس نیک کام کیلئے اپنی زندگی ہی وقف فرما دی ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ..... صاحب سوتے جاگتے غرضیکہ ہر وقت اس ادارہ کی ترقی کیلئے

کے وسائل سوچتے رہتے ہیں۔ چنانچہ یہ ان ہی کی جانفشانی کا نتیجہ ہے کہ اس ادارہ نے تبلیغ دین کے سلسلہ میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔۔۔ صاحب کا یہ جذبہ دینی دوسرے قومی نوجوانوں کیلئے قابلِ تقلید ہے۔

اس ادارہ کی طرف سے شائع ہونے والے لٹریچر کو ہر لحاظ سے معیاری بنانے کی سعی بلیغ کی جاتی ہے اور اشاعتِ مذہب کے سلسلہ میں اسے پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی ارسال کیا جاتا ہے۔ لائبریریوں، ریڈنگ روموں، کالجوں، ہسپتالوں، یتیم خانوں اور طالبانِ حق کی خدمت میں ادارہ کی طرف سے شائع شدہ لٹریچر مفت پیش کیا جاتا ہے۔

اب تک ادارہ کی طرف سے کتابچے شائع ہوتے رہے ہیں لیکن اب ادارہ نے ضخیم کتابوں کا پروگرام بھی بنا لیا ہے، چنانچہ حال ہی میں ادارہ کی طرف سے کتاب "فتنۂ تغیر والا" نے شائع کرکے ایک اہم دینی خدمت انجام دی گئی ہے۔

ادارہ کا ماہوار آرگن "معارف اسلام" بھی اب دورِ جدید میں داخل ہو چکا ہے۔ چنانچہ اب اس ماہنامہ کا معیار پہلے سے کافی بلند ہو گیا ہے۔ ظاہری شکل و صورت میں بھی نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ اُمید واثق ہے کہ بہت جلد اسی رسالہ کا شمار ملک کے بلند علمی مجلوں میں ہونے لگے گا۔

یہ سب نتیجہ ہے ادارہ کے مخلص ارکان کی مسلسل جدوجہد کا۔ لیکن یہ ادارہ افرادِ قوم کی جس توجہ کا مستحق ہے اب تک وہ اس توجہ سے محروم ہے۔ . . . .

. . . . اگر افرادِ قوم اپنے اس تبلیغی ادارہ کی طرف کما حقہٗ توجہ مبذول فرمائیں تو یہ ارکانِ ادارہ کی ہمت افزائی کا باعث ہوگا اور وہ زیادہ توجہ اور انہماک کے ساتھ ادارہ کو شاہراہ ترقی پر گامزن کرنے کی سعی فرمائیں گے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے کہ افرادِ قوم زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس دینی ادارہ کی رکنیت قبول فرمائیں۔ اس ادارہ کا شائع شدہ لٹریچر خرید کر خود اس سے مستفید ہوں اور برادرانِ اسلامی میں مفت تقسیم کرکے تبلیغ مذہب ایسے اہم فریضہ سے سبکدوش ہوں۔

اُمید واثق ہے کہ ہماری اس یادداشت پر افرادِ قوم ضرور توجہ مبذول فرمائیں گے تاکہ ادارۂ معارفِ اسلام جن اغراض و مقاصد کو لیکر میدانِ عمل میں آیا ہے اُسے جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچا سکے۔

(رضا کار جلد ۲۰ ش ۲۳ صفحہ ۳ ۱۲ جون ۱۹۵۶ء)

اور پھر "ادارۂ معارفِ اسلام کا زرین کارنامہ" کے زیرعنوان ادارہ کے جاری کردہ درس قرآن حکیم کے متعلق تبصرہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں :۔

"........ ادارہ معارف اسلام .... نے انتہائی فراست سے کام لیتے ہوئے حافظ صاحب قبلہ کے بیانات کو قلمبند کرنے کا بھی انتظام فرما دیا تھا۔ چنانچہ حافظ صاحب قبلہ کے جملہ بیانات قلمبند کر لئے گئے ...... ہم ادارہ معارف اسلام کے ارکان کی خدمت میں اس اہم دینی اقدام کرنے پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور ادارہ کے مجمع خوش مدیر کی خدمت میں یہ استدعا کرتے ہیں کہ وہ نیک سلسلہ کو منقطع نہ ہونے دیں اور اب رمضان کی بجائے ہر اتوار کے دن درسِ قرآن کا انتظام فرما کر اس انتہائی مفید اور کارآمد دینی سلسلہ کو جاری رکھیں ...... لہذا ادارۂ معارف اسلام کے مخلص ارکان اگر ہمت کر کے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیں تو ان کا یہ کارنامہ ہمیشہ یادگار رہیگا اور ہر شیعہ مسلم کے دل میں ادارہ معارفِ اسلام کیلئے لازوال محبت پیدا ہوگی ......"

(رضا کار جلد ۲۲ شمارہ ۱۵ صفحہ ۳ ۱۶ / اپریل ۱۹۵۸ء)

اور اسی قسم کے کئی بیانات ہمعصر رضا کار میں وقتاً فوقتاً چھپ چکے ہیں۔ جن سے قارئین کرام کو ماہنامہ ادارۂ معارف اسلام کی افادیت و دینی خدمات کا اندازہ ہو سکے گا۔

اراکین و منتظمین "ادارہ معارف اسلام" شیخ محمد صدیق صاحب بی اے مالک و مدیر ہفت روزہ رضا کار لاہور کا اس معاونت کیلئے تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جو کہ ادارہ معارفِ اسلام کے متعلق حقائق نشر کرنے میں انہوں نے کی نیز یہ بھی توقع رکھتا ہے کہ حسب سابق وہ ادارہ کے معاملات میں پوری دلچسپی کا اظہار فرماتے رہیں گے (ادارہ)

"معارفِ اسلام" کے متعلق ہمعصر اسد کا زریں تبصرہ

ادارۂ معارف اسلام پر شیعہ مذہب کے اعلےٰ اصول اور اس کی صداقت اس بات کی متقتضی ہے کہ اس کے تعلیمات کی زیادہ سے زیادہ نشر و اشاعت کی جائے تاکہ بھٹکی ہوئی انسانیت بصیرت آل محمدؐ کی روشنی میں صراط مستقیم پا سکے۔ وہ مذاہب جو اپنی جاذبیت اور دلآویزی کے اعتبار سے مذہب آل محمدؐ کی ہمسری نہیں کر سکتے ان کے مراکز اشاعت شب و روز کام کر رہے ہیں لیکن ہماری قوم اس فرض سے نہ صرف غافل ہے بلکہ مجرمانہ غفلت کی مرتکب

ہو رہی ہے۔ اس مایوسی کے دور میں ادارہ معارف اسلام حسینی مشن راولپنڈی اور امامیہ مشن روشنی کی ایک کرن ثابت ہو رہے ہیں۔ ادارہ معارف اسلام باقاعدہ رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ اس کے اغراض و مقاصد میں بنیادی چیزیں تین ہیں شعبہ اصلاح و تبلیغ شعبہ اشاعت کتب اور ماہنامہ معارف اسلام۔ اس ادارہ کا رکن ہر شخص ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس ادارہ کے ممبران نہ صرف مغربی و مشرقی پاکستان میں موجود ہیں بلکہ غیر ممالک میں بھی پھیلے ہوئے ہیں۔ اس سوسائٹی کا نصب العین یہ ہے کہ اتحاد بین المسلمین کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے علوم آل محمد کی تقریر و تحریر کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے اور سیرت محمد و آل محمد کی روشنی میں دنیا کو حقیقی اسلام کی طرف دعوت دی جائے۔ اس ادارہ کا لٹریچر اردو۔ انگریزی اور بنگالی زبان میں شائع ہوتا ہے۔ یہ لٹریچر نہ صرف ارکان ادارہ کو مہیا کیا جاتا ہے بلکہ لائبریریوں۔ ہسپتالوں یتیم خانوں۔ اسکولوں۔ کالجوں اور بارڈرز میں مفت بھیجا جاتا ہے۔ اراکین ادارہ کو اس کا شائع کردہ لٹریچر مفت دیا جاتا ہے البتہ ضخیم کتب کی قیمت وصول کی جاتی ہے

اس ادارہ کی فیس داخلہ صرف ایک روپیہ ہے۔ نیز رکنیت عمومی تین روپے بارہ آنے (اب ۱۲ ماہوار یا ۹ روپے سالانہ) فیس رکنیت خصوصی کم از کم بارہ روپے سالانہ اور دوامی ممبران سے کم از کم یکصد روپیہ یکمشت لئے جاتے ہیں۔

یہ ادارہ بلاشبہ ٹھوس اور تعمیری خدمات انجام دے رہا ہے۔ مولانا سید امداد حسین کاظمی۔ شیخ غیاث الدین شب و روز اسے پروان چڑھانے کیلئے سرگرم عمل رہتے ہیں۔ علامہ الحاج مرزا احمد علی قبلہ مدظلہ العالی نے اپنی سرپرستی کے دور میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ سال گذشتہ سے مولانا حافظ کفایت حسین بھی سرپرست نامزد ہوئے۔

اس ادارہ نے بعض کتب معیاری شائع کی ہیں اور ماہنامہ معارف اسلام بھی معیاری اور علمی مضامین کی اشاعت کر کے قوم کی بیش بہا خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس کا زر سالانہ صرف پانچ روپے ہے جو اس مجلہ علمیہ کی ضخامت اور مضامین کی افادیت کے اعتبار سے زیادہ نہیں۔ افراد قوم کا فرض ہے کہ وہ اس ماہنامہ کی توسیع اشاعت میں سرگرم حصہ لیں تاکہ یہ مجلہ بڑھ چڑھ کر علوم آل محمد کی نشر و اشاعت کر سکے۔

ادارہ معارف اسلام کے عہدیدار اہلیت و قابلیت کی بنا پر چنے جاتے ہیں۔

...... بہرصورت ادارہ معارف اسلام ہماری قوم کا قابل فخر ادارہ ہے اور اس کی روح رواں ...... مخلص ترین قومی کارکن ہیں ہم افراد ملت سے پُر زور اپیل کرینگے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس ادارہ کی دامے درمے قدمے سخنے امداد فرما کر اسے اس قابل بنا دیں کہ یہ علوم آل محمدؐ کی روشنی نہ صرف پاکستان میں پھیلا سکے بلکہ غیر ممالک بھی اس کی ضیا پاشیوں سے جگمگا اٹھیں"۔

(ہفت روزہ اسد لاہور جلد ۹ شمارہ ۴۱ صفحہ ۳۔ ۲ نومبر ۱۹۵۹ء)

ادارہ جناب مکرم سید اختر حسین صاحب شائق انبالوی مالک و مدیر اسد کی خدمت میں بھی اُن کی ادارہ سے موانست و معاونت کے سلسلہ میں ہدیہ تشکر پیش کرتا ہے اور امید رکھتا ہے کہ آئندہ بھی اس قومی تقاضا کو پورا فرماتے رہیں گے۔ (ادارہ)

معارف اسلام کے متعلق

قدیم ترمجلہ "دُرِّ نجف" کا ایک مختصر نوٹ۔

"معارف اسلام" (شہید نمبر) لاہور کے تمام سالانہ نمبروں پر گوئے سبقت لے گیا ہے جناب شیخ غیاث الدین صاحب کے اخلاص کا آئینہ اور چمنستان علم و عرفان کا معطر گلدستہ کہ ملاحظہ سے ہی احسنت و صد مرحبا کی صدا بلند ہوتی ہے۔ اس یادگار نمبر میں حضرت علامہ ذاکر شہید مجتہد حسن کا موج پوری کا ایک مضمون "خاتون کربلا کی زندگی پر سرسری نظر" کے عنوان سے طبع ہوا ہے سبحان اللہ۔ دُرر و حقائق کا ایک خزانہ ہے۔ جناب سید فرزند علیشاہ صاحب نقوی کے مخلصانہ تاثرات بعنوان "قومی انتشار کے وجوہات اور اُن کا حل" مطالعہ و عمل کے قابل ہے۔ معارف اسلام کے شہید نمبر میں جو منظوم کلام چھپا ہے اس کی تعریف آب زر سے لکھنے کے قابل ہے ......

(اخبار دُرِّ نجف۔ جلد ۵۲ نمبر ۱۲۔ یکم و ۸ جولائی ۱۹۶۰ء صفحہ)

حضرت بابائے صحافت ابوالبشیر سید عنایت علیشاہ صاحب نقوی البخاری مالک و مدیر "دُرِّ نجف" ادارہ و ماہنامہ "معارف اسلام" سے خاص اُنس و ہمدردی رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ ادارہ کی لازوال دینی خدمات اور قوم کے جمود کو توڑنے اور جذبہ ملی و دینی کو حرکت میں لانے کی ابتدائی خدمات ہیں۔ ادارہ شاہ صاحب موصوف سے پوری توقع رکھتا ہے کہ حسب سابق وہ اپنے فیوضات سے ادارہ کی مدد فرماتے رہیں گے۔

(ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سالانہ رپورٹ منجانب جنرل سیکرٹری ادارہ
معارف اسلام (رجسٹرڈ) لاہور
بابت سال اختتامی ۳۰ جون ۱۹۶۰ء

یہ رپورٹ جنرل سیکرٹری ادارۂ معارف اسلام (رجسٹرڈ) نے ممبران ادارہ کے سالانہ جلسہ عام میں پیش کی جو کہ مورخہ ۳۱ جون ۱۹۶۰ء بمطابق ۶ صفر المظفر ۱۳۸۰ھ بروز اتوار بوقت ۱۰ بجے دن بمقام امام بارہ خواجگان نارووالی (اندرون اکبری دروازہ) لاہور منعقد ہوا۔

محترم سرپرست ادارہ۔ صاحب صدر و معزز اراکین۔ سلام علیکم۔

ادارہ کا گزشتہ سالانہ جلسہ ۷ جون ۱۹۵۹ء بمطابق ۳۰ ذیقعد ۱۳۷۸ھ زیر سرپرستی علامہ حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ منعقد ہوا تھا۔ جس کی کارروائی میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

کارروائی جلسہ گذشتہ پڑھ کر سُنا دی گئی

جیسا کہ مندرجہ بالا کارروائی جلسہ گذشتہ سال سے معلوم ہوا کہ اس عاصی کو ادارہ کی مجلس نظامت میں بطور ایک رکن داخل کیا گیا۔ مگر جلد ہی ایک جلسہ مجلس نظامت زیر صدارت شیخ شوکت علی صاحب نسیم فنانس سیکرٹری ۲ اگست ۱۹۵۹ء کو منعقد ہوا جس میں بمنظوری سید یحیٰی علیشاہ صاحب (جو کہ سالانہ جلسہ گذشتہ میں جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر مامور رکھے گئے تھے) اور سید موصوف صاحب کی ضروری مصروفیات کی وجہ سے اس خادم کو جنرل سیکرٹری Acting بجائے سید یحیٰی علیشاہ صاحب جنرل سیکرٹری تعینات کیا گیا۔

دفتر: میرے چارج سنبھالتے ہی دفتر میں کئی قسم کی مشکلات پیش آنی شروع ہوئیں دفتر کا منیجر مسٹر نذیر احمد حیدر جو کہ دفتر کے کام کو بخوبی سمجھتا تھا استعفےٰ دیکر اپنے وطن کوئی اپنا دیگر کاروبار کرنے چلا گیا۔ اس کے دوران ملازمت ادارہ ہو موپیتھی ڈاکٹری

پاس کر لی تھی چونکہ یہ اس کی روزی اور ترقی کا سوال تھا۔ لہٰذا اسے سبکدوش کر دیا گیا۔ یہ شخص دو کاموں پر مامور تھا ایک تو دفتر کا کام اور دوسرے فراہمی چندہ۔ چونکہ دو کام ایک آدمی کے لئے مشکل اور ادارہ کے لئے نقصان دہ تھے۔ جیسا کہ وہ جبکہ فراہمی کے کام پر جاتا تھا تو دفتر بند رہتا تھا اور ادارہ کا دفتر بند نہیں رہنا چاہئے۔ لہٰذا میری تجویز پر کلرک اور محصل کی اسامی دو جگہ تقسیم کر دی گئی۔ مرزا مصطفےٰ حسین صاحب کلرک اور شیخ اعجاز حسین صاحب محصل مقرر ہوئے۔ نیز ان کے علاوہ شیخ منصف علی صاحب ادارہ کے اکاؤنٹنٹ حسب معمول ہے۔ سب صاحبان اپنے اپنے کام بڑی خوش اسلوبی سے ادا کرتے ہیں۔ اور خداوند کریم کا احسان کہ ہم نے تمام مشکلات دفتر پر قابو پا لیا۔ شیخ نصیر احمد عاصی صاحب میرے جوائنٹ سیکرٹری ہیں جن کی مدد سے میں کافی اپنا بوجھ ہلکا سمجھتا ہوں۔

رپورٹ:۔ ہر گذشتہ سال میں صرف ۱۲ ماہ کی کارروائی ادارہ پیش ہوتی رہی مگر اس سال ۱۵ ماہ کی رپورٹ پیش کر رہا ہوں۔ کیونکہ بموجب اجلاس مجلس نظامت منعقدہ ۳۰-۴-۴۹ یہ پاس ہوا تھا کہ حکومت پاکستان نے اپنا مالی سال یکم جولائی سے اب شروع کیا ہے۔ لہٰذا تین ماہ ہم بھی زائد کر کے ۱۵ ماہ کی رپورٹ اپنے سالانہ جلسہ میں ۳۰ جون ۱۹۵۰ء تک کی پیش کریں۔

حسب معمول سال گذشتہ میں نے جو کچھ کارگذاری کی ہے۔ اس میں ادارہ کی آمدنی کا خیال کم کیا گیا ہے اور ادارہ کے اغراض و مقاصد کے حاصل کرنے کی کوشش زیادہ کی ہے یہ محض اس لئے کہ آپ کا یہ ہردلعزیز ادارہ کوئی تجارتی ادارہ نہیں بلکہ ایک اصلاحی و تبلیغی ادارہ ہے جس میں تمام امور صحیح اسلامی نقطۂ نگاہ سے پیش کرنے کی پوری پوری کوشش کی جاتی ہے۔

مفت لٹریچر:۔ محترم مدیر مالیات کی رپورٹ سے جناب پر ظاہر ہوگا کہ اس سال مبلغ -/-/۵۱۲۲ روپیہ کی مالیت کا لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا۔ اس رقم میں بنگالی زبان میں شائع شدہ لٹریچر کی قیمت شامل نہیں۔ سال سابقہ میں مبلغ -/۹/-۲۹۰۹ کا لٹریچر مفت تقسیم ہوا۔ لہٰذا اس لحاظ سے مبلغ -/-/۲۲۱۳ روپیہ کا لٹریچر سال گذشتہ میں پہلے کی نسبت زیادہ تقسیم ہوا جو کہ ادارہ کے لئے قابل فخر ہے۔ جو کچھ رقوم آپ صاحبان کی طرف سے حاصل ہوئیں ہم نے اس میں سے بچانے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ جن مقاصد کے لئے آپ نے ادا فرمائیں ہم نے اس پر صرف کر دالیں۔ گو اس میں ہمیں بعض اوقات سخت مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جبکہ آمدنی قلیل اور خرچ زیادہ ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہ فی سبیل اللہ سلسلہ ہے۔ لہٰذا

مشکلات کو عبور کرنا اور آئندہ مقاصد کے لئے بھی خدا خود ہی اسباب پیدا کر دیتا ہے اور انشاءاللہ کرتا رہیگا۔ امید ہے آپ حضرات بھی ادارہ کی ان مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنی امداد سے نظر انداز نہ فرمائیں گے

ہمارا لٹریچر صرف ممبران ادارہ ہی کے ہاتھوں میں نہیں پہنچتا بلکہ طول و عرض ملک پاکستان وغیرہ ممالک کے پبلک اداروں مثلاً سکولوں۔ کالجوں۔ لائبریریوں۔ ریڈنگ رومز۔ بار روم۔ ہسپتالوں یتیم خانوں اور ملک کے خاص خاص ذی علم حضرات کو تعلیمات محمدؐ و آل محمدؐ کی آگاہی کیلئے مفت بلا قیمت ارسال کیا جاتا ہے اور اس کے نتائج آپ پر ان خطوط کے اقتباسات سے ظاہر ہونگے۔ جو ماہنامہ معارف اسلام کے کالموں میں بعض اوقات چھپتے رہتے ہیں بعض حضرات نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر یہ ماہنامہ ان کی آنکھوں سے نہ گذرتا تو وہ یقیناً غلط راستے پر گامزن ہو چکے تھے بفضل خدا ہمارے علماء دین نے جو تعریف ہمارے ماہنامہ کی اپنے دلی جذبات کے ساتھ کی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ انشاءاللہ یہ ماہنامہ آپ کی امداد اور نظر عنایت سے دن بدن بام عروج سے ہمکنار ہوتا رہیگا۔ اور منازل ترقی کو تیز گامی سے عبور کرتا رہیگا دراصل اس ماہنامہ کے مدیر شیخ غیاث الدین صاحب (خدا ان کی عمر دراز اور اقبال زیادہ کرے) ایک مخلص کارکن ہیں۔ یہ ماہنامہ صرف ان کی کوشش سے اس بام عروج پر پہنچا ہے حقیقت یہ ہے کہ بغیر کسی معاوضہ کے کام کو اس شوق سے پورا کرنا خاص شیخ غیاث الدین صاحب ہی کا حصہ ہے

سال گذشتہ مندرجہ ذیل لٹریچر شائع ہو کر تقسیم ہوا۔

ماہنامہ معارف اسلام	۱۰۰۴	صفحات	۱۰/-/- قیمت	
کتاب جمہوریت و امامت	۹۶	"	۱/-/- "	
اخلاق المعصومین	۲۰۴		۳/۴/-	
تحقیقات روایاتِ محرم	۵۲	صفحات	-/۸/-	۱۴/۲/-
انگریزی رسالہ خرید کردہ از محترم مرزا ربانی صاحب	۱۶	۳۸۸	-/۲/-	
رسالہ بزبان بنگالی	۲۰		-/۴/-	

گویا کہ فی ممبر ۱۴/۲/- کا لٹریچر مفت دیا گیا۔ اور لائبریریوں وغیرہ میں جو تقسیم مفت ہوا وہ الگ رہا۔

سال گزشتہ آپ نے طے فرمایا تھا کہ ماہنامہ کے علاوہ دیگر لٹریچر جو مفت تقسیم کیا جاتا ہے اس کی ضخامت ۳۰۰ صفحات سالانہ سے زیادہ نہ ہو۔ مگر اس سال جو لٹریچر تقسیم کیا گیا اس کی ضخامت ۳۸۸ صفحات یعنی ۸۸ صفحہ زائد ہو گئے۔ گو ماہنامہ کے علاوہ بقایا لٹریچر کی تعداد کم ہے یعنی صرف ۱۵ عدد مگر تعداد صفحات سے جناب کو معلوم ہوگا کہ یہ ضخیم کتب ہیں۔ اگر سولہ سولہ صفحات کے رسالے شائع کئے جاتے تو ان کی تعداد ۲۴ سے زائد ہوتی اور ہم رسائل سلسلہ معارف اسلام کی تعداد زیادہ ظاہر کر سکتے تھے مگر ہم نے تعداد بڑھانے کو پیش نظر نہیں رکھا بلکہ افادیت کی طرف زیادہ توجہ دی ہے۔

بنگلہ لٹریچر۔ امسال بنگلہ زبان میں ترجمہ کی دقت کے پیش نظر صرف ایک کتابچہ "اسلام میں حضرت علیؑ کا مقام" ۲۰ صفحات پر ادارہ معارف اسلام شاخ مشرقی پاکستان کی وساطت سے طبع ہو کر بنگالی خواندہ حضرات میں مفت تقسیم کیا گیا۔ اور اس محرم الحرام میں مجالس و جلوسوں میں ہر سہ بنگلہ کتابچے یعنی "نفس رسولؐ" "دلیل نمبر ۱" اور "اسلام میں حضرت علیؑ کا مقام" مفت تقسیم ہوتے رہے بموجب رپورٹ آنریری سیکرٹری صاحب حلقہ مشرقی پاکستان (جو کہ آئندہ شمارہ معارف اسلام میں درج کی جائیگی) جہاں تک مشرقی پاکستان کا تعلق ہے وہاں پر یہاں کی نسبت تبلیغ دین حقہ کی ضرورت کہیں زیادہ ہے۔ کافی سے زیادہ حضرات وہاں پر باوجود محبان محمدؐ و آل محمدؐ ہونے کے پوشیدگی سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لہٰذا ادارہ کا ارادہ ہے کہ چند حضرات کا ایک وفد مشرقی پاکستان جا کر ادارہ کی شاخ میں زیادہ سرگرمی پیدا کرے۔ اگرچہ وہاں کے منتظمین صاحبان نہایت دلچسپی اور دیانتداری سے جملہ امور سرانجام دے رہے ہیں۔ مگر یہاں کے وفد کے جانے کی صورت میں وہاں کا نظام موجودہ صورت سے کہیں بہتر صورت سے قائم ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بنگالی زبان کا لٹریچر مسلسل شائع کرنے کیلئے بھی وہاں جا کر انتظامات احسن طریقے سے قائم کرنا ضروری ہے تاکہ لٹریچر بہتر سے بہتر اور موثر طور پر متواتر شائع ہوتا رہے۔ بنگالی زبان کے علماء صاحبان کی خدمات حاصل کرنے کی بھی موثر کوشش ہو رہی ہے۔

درس قرآن۔ حسب معمول ماہ رمضان المبارک گذشتہ میں درس قرآن حکیم کا سلسلہ لال مسجد اندرون بھاٹی دروازہ لاہور میں منعقد ہوتا رہا۔ ماہ رمضان المبارک میں ایسے درس کا سلسلہ شروع کرنا ادارہ معارف اسلام کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ ہماری ہر مسجد میں ماہ مبارک رمضان میں درس قرآن کا سلسلہ جاری ہو اور یہ صرف ادارہ معارف اسلام

ہی پر موقوف نہ ہے بلکہ دیگر انجمنیں بھی اس طرف توجہ فرمائیں۔ ہم لوگ مشہور ہیں کہ مجالس محرم الحرام ہی کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں اور باقی تمام سال ہم پر جمود طاری رہتا ہے۔ حالانکہ ماہ رمضان المبارک کی عظمت و بزرگی بھی مسلم ہے۔ یہ عبادت اور قرآن حکیم کی بہار کا موسم ہے۔ صرف لاہور میں غیر امامیہ بھائیوں کے ماہ رمضان المبارک کے علاوہ قریباً بیس درس قرآن روزانہ مختلف مقامات پر ہوتے ہیں۔ اور ماہ رمضان المبارک میں تو کوئی شمار ہی نہیں۔ مگر ہماری طرف یہ سلسلہ تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے جس کے لئے ہمیں سخت افسوس ہے کہ ہماری قوم کیوں اس طرف توجہ نہیں کرتی۔ ادارہ معارف اسلام نے اس طرف توجہ کی اور محترم سرپرست ادارہ قبلہ حافظ کفایت حسین صاحب۔ سید فقیر حسین صاحب بخاری پروفیسر اسلامیہ کالج نائب صدر ادارہ۔ مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب صدر الافاضل۔ مولانا سید اظہر حسن صاحب زیدی و نیز ادارہ کے صدر مولانا سید امداد حسین صاحب کاظمی و دیگر علماء کرام نے کمال فراخ دلی سے اپنا قیمتی وقت دیکر ہمارے حوصلے کو کمال عروج پر پہنچا دیا۔ اور ماہ رمضان المبارک گذشتہ میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ ہم نے تمام علماء کرام کے خطبات و درس قلمبند کر لئے ہیں۔ جو کہ انشاء اللہ شائع ہوتے رہینگے۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ روزانہ اگر یہ سلسلہ نہیں ہو سکتا تو کم از کم ہر ماہ رمضان المبارک میں یہ سلسلہ جاری رہا کرے اور انشاء اللہ ہم کوشش کرینگے کہ یہ درس قرآن حکیم کا سلسلہ اور زیادہ ترقی کرے۔ بشرطیکہ آپ اس درس قرآن حکیم کو آئندہ کیلئے جاری رکھنے کی تجویز منظور فرما کر ہمیں شکریہ کا موقعہ دیں اور ہمارے سرپرست صاحبان ہمارے اس کام میں ہمارے ممد و معاون رہیں اگر یہ سلسلہ چند سالوں تک ہی جاری رہے تو مطالب قرآن حکیم کے بہترین علمی ذخیرے کا ہمارے لٹریچر میں اضافہ ہو جائیگا۔ کیونکہ ایک آیہ مبارکہ کی تشریح سے دیگر بیسیوں آیات مبارکہ کی تشریح اور تفسیر ہو جاتی ہے اگرچہ اس رفتار (یعنی سال میں صرف ایک ماہ) سے مکمل قرآن حکیم کی تفسیر کرنا ناممکن نظر آتا ہے۔ مگر اس کے باوجود جس قدر حصے کی بھی تفسیر و تشریح ہو جائے وہ بہر حال ایک عظیم اور مفید علمی خزانہ ہوگا۔ گذشتہ سال درس قرآن پر ادارہ کا تقریباً ۲۵۰ روپیہ خرچ ہوا

آئندہ متوقع کتب (۱) سال گذشتہ کے آغاز میں تفسیر سورہ فاتحہ از جناب معظم سرپرست ادارہ معارف اسلام علامہ حافظ کفایت حسین صاحب اور ترجمہ کتاب اسرار الصلوٰۃ والصوم از آقائے حشمت الدولہ دولت شاہی طہران شائع کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ مگر میں نہایت ہی افسوس سے اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ سال گذشتہ بوجہ حضرت سرپرست ادارہ کے کافی

عرصہ تک مسلسل بیمار رہنے اور عدیم الفرصتی کے تفسیر سورہ فاتحہ شائع نہ ہو سکی۔ اگرچہ مسودہ خام تیار ہے مگر نظر ثانی کا محتاج ہے۔ گو ایک حصہ پر نظر ثانی ہو بھی چکی ہے۔ ہم انشاء اللہ کوشش کرینگے کہ آئندہ سال یعنی سال رواں کے اندر اندر حضرت سرپرست کی خاص توجہ سے اسے شائع کر سکیں۔

(۲) **اسرار الصلوٰۃ والصوم**۔ فارسی کی اس بے مثل کتاب کا مسودہ تیار ہے مگر افسوس ہے کہ ابھی تک اس کا زبان اردو میں ترجمہ نہ ہو سکا۔ اس کی وجہ محض یہ ہے کہ آجتک ادارہ کا تمام لٹریچر مکمل طور پر بلا معاوضہ تصنیف کرایا گیا۔ اگرچہ ادارہ کی نیک نامی اور حضرات اہل قلم کی ادارہ سے بے لوث محبت اور دلچسپی کا نتیجہ ہے کہ ہزاروں روپیہ کا لٹریچر آج تک مصنفین حضرات کو ایک پیسہ دئے بغیر شائع ہوتا رہا۔ چونکہ ادارہ کے علمی بورڈ میں سے کسی رکن ـــــ نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کرنے کی حامی نہ بھری لہذا یہ کتاب سال گذشتہ میں شائع نہ ہو سکی۔ اگر آپ حضرات موجودہ علمائے کرام جیسے قبلہ مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب صدر الافاضل یا علامہ سید امداد حسین صاحب کاظمی یا مولانا ملک مہدی حسن صاحب علوی کو ترجمہ کرنے پر مائل کر سکیں تو یہ ادارہ کی بڑی خوش قسمتی ہوگی۔ کتاب زیر طبع یا دو صد صفحات سے زیادہ نہ ہوگی اور صوم و صلوٰۃ کے اسرار و رموز اور افادیت سائنس اور علوم حاضرہ کی روشنی میں آپ تک پہنچ جائینگے۔

(۳) **تعلیمات قرآن**۔ (از علامہ سید نذر حسین صاحب گوپالپوری) یہ کتاب علامہ صاحب موصوف کی تصنیف نہیں ہے بلکہ آپ کی ترتیب دی ہوئی ہے۔ جو کہ آپ کی اعلیٰ سوجھ بوجھ اور علمی قابلیت کا نتیجہ ہے ہر موضوع کے متعلق آیات قرآنی اور اس کا صرف ترجمہ مثلاً توحید۔ نبوت۔ امامت۔ عبادات۔ اخلاقیات۔ معاشریات۔ معاشیات۔ معاملات۔ اجتماعات۔ اشتراکیات۔ سیاسیات وغیرہ وغیرہ کے مکمل بیانات قرآنی جمع کر دئے گئے ہیں اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے۔

(۴) **حقانیت اسلام**۔ یہ بھی علامہ سید نذر حسن صاحب گوپالپوری کی تصنیف ہے۔ اور عیسائیت کے مقابلہ میں حقانیت اسلام مدلل طور پر پیش کی گئی ہے۔ اگر آج کل عیسائیت کے متعلق ان کی کارکردگی کا آپ کو علم ہو تو آپ دیکھینگے کہ تمام دنیا پر اس وقت عیسائیت اپنے پورے زور و شور سے عمل پیرا ہے۔ اسلام کے خلاف بعض کتب جو عیسائیت

کی طرف سے شائع ہوئی ہیں ان کا مکمل جواب اس کتاب میں موجود ہے۔

(۵) اسی طرح الوہیت اور فلسفیین قدیم و جدید کا مسودہ بھی علامہ صاحب موصوف کا فی عرصہ سے پڑا ہوا ہے۔ وہ بھی علمی بورڈ کی منظوری سے آئندہ سال شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ اس کا مضمون اس کے عنوان سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ دنیا اپنے عمل سے خداوند کریم کا انکار کر رہی ہے۔ اس لئے فی زمانہ الوہیت کو ثابت کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

(۶) **نیشنل کیریکٹر**۔ یعنی قومی کردار کے عنوان سے بھی آئندہ سال ایک کتاب شائع کرنے کا ارادہ ہے جو کہ ابھی تک لکھی نہیں گئی مگر ضرورت وقت کی مناسبت سے اس کا شائع کرنا نہایت ضروری ہے کہ آیات قرآن حکیم۔ احادیث پیغمبر اکرمؐ اور اقوال معصومین علیہم السلام کی رو سے افراد قوم کے کردار کا معیار کیا ہونا چاہیئے۔ کردار کی بلندی کی ضرورت ہر زمانہ میں واجب ہے۔ امید ہے کہ ہمارے علمی بورڈ کا کوئی نہ کوئی فاضل رکن اس کام کو ضرور اپنے ہاتھ میں لیگا۔

(۷) **منظومہ کربلا**" از حکیم سید عالم شاہ صاحب مدظلہ ننگری کا مسودہ بھی حکیم صاحب موصوف نے مرحمت فرما دیا ہوا ہے۔ یہ بھی علمی بورڈ کی توجہ کا فوراً مستحق ہے۔

انگریزی لٹریچر۔ ادارہ کا پروگرام سال گذشتہ میں انگریزی ماہنامہ یا پندرہ روزہ جاری کرنے کا ارادہ تھا اور اس کی اسکیم بھی مکمل طور پر بن گئی تھی۔ مگر ہر کام بغیر سرمایہ نہیں ہو سکتا۔ سرمایہ میں کمی آجانے کی وجہ سے یہ کام پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ امید ہے کہ سال رواں میں ہم اس قابل ہو جائینگے کہ اس سکیم پر عمل پیرا ہو سکیں۔ کافی سے زیادہ حضرات نے اس امر میں ادارہ کے ساتھ مکمل تعاون کا اظہار فرمایا ہے اور کافی حضرات ابھی تک انگریزی پرچہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اگر آپ حضرات توجہ فرما دیں تو یہ کام جلد از جلد آسانی سے سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ انگریزی جریدہ کی جس قدر ضرورت آج ہے اس قدر پہلے نہیں تھی۔

دیگر انگریزی کتابیں۔ (۱) ایک انگریزی مسودہ واقعات شہادت حسین علیہ السلام اور اس کا پس منظر جو محض تاریخی حقائق کی بنیادوں پر لکھوایا گیا ہے۔ اس کا مسودہ جناب مستطاب فضیلت مآب سید ولایت علیشاہ صاحب مدظلہ کی جانب سے ملنے کی جلد از جلد متوقع ہے میرے خیال کے مطابق اگر یہ کتاب چھپ گئی تو نہ صرف انگریزی خواندہ مسلم حضرات بلکہ غیر مسلمین اور بیرونی ممالک میں بھی صحیح اسلامی واقعات اور حقائق کو

تعارف کرانے میں بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیگی۔

(۲) Back Ground of the Tregedy of Karbala

یہ کتاب بھی اگرچہ مندرجہ بالا موضوع کے ماتحت ہی ہے۔ مگر یہ محض ایک پمفلٹ کی صورت میں اور خلاصہ کے طور پر لکھی گئی ہے۔ ادارہ کے خاص رکن جناب ڈاکٹر ایس۔ ایس رضوی صاحب مشرقی پاکستان کی تحقیق کا نتیجہ ہے۔ جو کہ سال رواں میں انشاءاللہ شائع ہوگی۔

(۳) انہیں ڈاکٹر صاحب کی دیگر تحقیقات مثلاً Democracy in Islam. اور Adultery, Marriage, Polygamy & Muta in Islam. یعنی اسلام میں زنا نکاح۔ تعدد ازدواج اور متعہ کا مقام یہ کتاب بھی انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ سال کے اندر اندر شائع کرنے کی پوری پوری کوشش کی جائیگی۔

حضرات آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ یہ سب پروگرام بغیر سرمایہ کے انجام پذیر نہیں ہو سکتے۔ ادارہ کی مالی حالت بھی مدیر مالیات شیخ شوکت علی صاحب نسیم کی اپنی رپورٹ سے ظاہر ہو جائیگی۔ جب تک آپ ادارہ کی مالی حالت کو اپنے جیب خاص سے عطیہ جات مخلصانہ ادا فرما کر طاقتور نہ بنائینگے۔ یہ امور جلد از جلد اور آسانی سے انجام پذیر نہ ہو سکیں گے۔

ماہنامہ معارف اسلام ۔ ماہنامہ جس مقام پر پہنچ چکا ہے وہ آپ حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ ہم نے اس کے لئے کوئی پروپیگنڈا نہیں کرایا۔ بلکہ یہ خود اپنے مضامین کی بلندی اور افادیت کی وجہ سے قوم میں اچھا مقام پیدا کر چکا ہے اور اب یہ انشاءاللہ دن بدن ترقی ہی کے منازل طے کرتا رہیگا۔ سال سابقہ میں ماہنامہ کی کل ضخامت ۶۶۶ صفحات تھی اور اگر کتاب "جمہوریت و امامت" کے اجزا بھی شامل کر دئے جائیں تو ضخامت ۷۰۴ صفحات ہو جاتی ہے۔ مگر اس سال پہلے کی نسبت ۳۳۸ صفحات زیادہ شائع کئے گئے یعنی بجائے ۶۶۶ صفحات کے ۱۰۰۰ صفحات شائع ہوئے اور اگر کتاب "جمہوریت و امامت" کے اجزا بھی شامل کئے جائیں تو ضخامت ۱۱۰۰ صفحات ہوتی ہے یعنی پچھلے سال کی نسبت ۴۳۵ صفحات کا اضافہ اسی قیمت میں دیا گیا۔ تجارتی قاعدہ کی رو سے ایک روپیہ سینکڑہ صفحات کے حساب سے ۱۱۰۰ صفحات کے ۱۱/- ہوتے ہیں۔ مگر ادارہ نے خریداران ماہنامہ سے صرف ۵/- روپے وصول کئے اور ۶ روپے کا خسارہ خود برداشت کیا۔ یہ اس لئے کہ ادارہ کا مقصد تجارتی سلسلہ قائم کرکے منافع کمانا نہیں بلکہ محض اشاعت تعلیمات محمد و آل محمد مقصود و مرام ہے۔

سال سابقہ میں ماہنامہ کا صرف ایک خاص ایڈیشن یعنی بابت ماہ محرم الحرام شائع ہوا تھا۔ مگر سال گذشتہ میں ماہنامہ کے چار مخصوص نمبر شائع ہوئے یعنی محرم نمبر، رسولؐ نمبر، علیؑ و فاطمہؑ نمبر اور شہید نینوا نمبر۔ یہ چاروں نمبر اپنے مضامین اور افادیت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تھے۔ جن کے متعلق ممبران و غیر ممبران ادارہ کی جانب سے بے شمار تعریفی خطوط موصول ہوتے رہے جن میں سے چند ایک ماہنامہ کی آئندہ اشاعت میں شائع کرنے کے لئے میں نے محترم ایڈیٹر اعزازی صاحب ادارہ کو دے دئے ہیں۔

غرضیکہ ماہنامہ معارف اسلام جو خدمات دینی انجام دے رہا ہے ادارہ کو اس پر بجا طور پر فخر حاصل ہے۔ ماہنامہ پر اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ اور آمدن اخراجات کی نسبت بہت کم ہے۔ بعض حضرات چندہ بھی باقاعدگی سے ادا نہیں کرتے اور بعض وی پی واپس کرکے ادارہ کیلئے کافی نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ اس نقصان اور خسارے کے اثرات کو ختم کرنے کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ ادارہ کا ہر ممبر اور ماہنامہ کا ہر خریدار اول تو زیادہ وگرنہ کم از کم ایک ایک خریدار یا ادارہ کا رکن اور بنائے تو تھوڑے ہی عرصہ میں تعداد دوگنی ہو جائیگی اور اشاعت زیادہ ہونے سے اخراجات کم پڑینگے اور آمدنی زیادہ ہو جائیگی جس کی وجہ سے ہمارے پاؤں زیادہ مستحکم ہو جائینگے۔

دستوری سوالنامہ کا جواب۔ سب سے آخر میں میں ملت جعفریہ کی جانب سے من حیث الجماعت گورنمنٹ عالیہ کے جاری کردہ دستوری سوالنامہ کے جواب کیلئے ادارہ معارف اسلام کی موثر کوششوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ادارہ نے وقت کی اہمیت کے پیش نظر [illegible] وقت دیکھا کہ مختلف اسلامی جماعتیں انفرادی و اجتماعی سوالات کے جوابات ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر دے رہی ہیں اور اخبارات میں اُن کی نشر و اشاعت بھی جاری ہے۔ جن میں کافی سے زیادہ مواد بر اس ملت جعفریہ کے خلاف بھی موجود ہے تو عمائدین ملت کو اس طرف متوجہ کیا اور وقت کا ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر فوراً حضرت سرپرست ادارہ رئیس المجتہد مدظلہ کی اجازت سے اپنے شیعہ کو علماء ملت کی ہدایات لئے سر جوڑ کر بیٹھنے پر اپنے خلوص و دیانت کی وجہ سے آمادہ کر لیا۔ ادارہ جملہ علماء ملت اور لیڈران قوم بالخصوص جناب مظفر علی صاحب شمسی اور ہمارے سرگرم اور بے حد اخلاص رکن سید محمد علی صاحب زیدی ایڈووکیٹ کا تہ دل سے مشکور رہے گا کہ انہوں نے دن رات

ایک کر کے اس اہم مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے پوری پوری قربانی کی ہے اور اراکین ادارہ معارف اسلام اس سلسلہ میں بطور خادم امدادگارین کر کام کرتے رہے۔ علماء کرام بلا لحاظ جماعت ... لیڈران و ایڈیٹران اخبارات بالتخصیص ہر ایک کی خدمت میں دعوت نامے جاری کئے گئے جن کی فہرست اب بھی محترم زیدی صاحب کے ریکارڈ میں موجود ہے اور بعض حضرات کے تحریری جوابات بھی ریکارڈ میں ہیں۔ بعض حضرات نے شرکت فرمائی اور بعض نے اپنی مصروفیت کی وجہ سے شرکت نہ فرمائی۔ غرضیکہ یہ جوابات من حیث الجماعت یعنی متفقہ طور پر ملت جعفریہ پاکستان کی جانب سے گورنمنٹ عالیہ تک پہنچانے میں کامیاب ہو گیا۔

حضرات محترم۔ ادارہ معارف اسلام بغیر کسی شور یا پروپیگنڈا کے نہایت ہی خاموشی کے ساتھ مستقل طور پر ملت کی یہ خدمت انجام دے رہا ہے۔ ادارہ ایک تو اپنی مالی حالات کے پیش نظر اور دوسرے خود نمائی سے بچنے کی خاطر کیونکہ پروپیگنڈا میں اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے عام طور پر اصلیت سے زیادہ دکھایا جاتا ہے اخبارات میں اپنا پروپیگنڈا بھی نہیں کرا سکا۔ ادارہ نے تمام سال یعنی ۱۵ ماہ میں صرف ۳۶/۲۷ کی رقم پروپیگنڈا پر صرف کی ہے۔ باوجود اس کے اداروں ملت کے گرانقدر ماہیہ جرائد بالخصوص روزنامہ تحفۂ شیعہ۔ رضا کار اور اسد کا تہ دل سے ممنون ہے کہ یہ ہمارے محبوب جریدے وقتاً فوقتاً ادارہ معارف اسلام کے متعلق کچھ نہ کچھ شائع کرتے رہے۔

اس میں قطعاً شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ پاکستان بننے کے بعد اصلاح و تبلیغ دین حقہ کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی تھی۔ اگرچہ ہمارے حقوق کے نگہبان دفاعی ادارے تو موجود تھے مگر تعلیمات محمد و آل محمد پھیلانے والا کوئی باضابطہ قومی ادارہ موجود نہ تھا۔ آپکا ادارہ معارف اسلام ضرورت کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے فوراً میدان عمل میں کود پڑا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے کئی ادارے عالم وجود میں آ چکے ہیں اور مفید خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مگر ادارہ معارف اسلام نہایت خاموشی سے سب کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے اپنے فرائض بڑی خوبی سے انجام دے رہا ہے اور یہ محض آپ حضرات کے التفات کا نتیجہ ہے اور آئندہ بھی آپ اگر خاص توجہ فرماتے رہے تو انشاءاللہ ادارہ اس سے زیادہ اپنا فرض ادا کرتا رہے گا۔

یہ میری کم حوصلگی ہوگی کہ میں اپنے سرپرست قبلہ حافظ کفایت حسین صاحب۔ مولانا مولوی مرزا احمد علی صاحب۔ صدر محترم سید امداد حسین صاحب کاظمی۔ مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب صدر الافاضل۔ پروفیسر سید تقی حسین صاحب۔ مولانا سید اظہر حسن صاحب زیدی کا شکریہ ادا نہ کروں جو کہ اکثر اوقات

اس ادارہ کی مدد۔ دامے۔ درمے۔ قدمے سخنے فرماتے رہتے ہیں نیز میں ان حضرات کا بھی شکر گزار ہوں جو کہ وقتاً فوقتاً مالی اعانت سے ادارہ موصوف کو سرفراز فرماتے ہیں۔

شیخ غیاث الدین صاحب کی خدمت میں الفاظ شکریہ پیش کرتا ہوں جنہیں قدر امداد مجھے ان سے ادارہ کے کاموں میں ملتی ہے میں بیان نہیں کر سکتا۔ علاوہ مدیر ماہنامہ اعزازی کے کام کے اکثر اوقات میرے دفتری کام میں بھی میری مدد فرماتے ہیں۔ شیخ شریف حسین صاحب جعفری اور شیخ شوکت علی صاحب تبسم و نصیر احمد عاصی میرے خاص مددگار و معاون ہیں وہ بھی میرا شکریہ قبول فرما دیں۔ سید کاظم حسین صاحب وکیل سیکرٹری گوجرانوالہ کا بھی شکر گزار ہوں۔ وکیل سیکرٹریاں میں سے سید صاحب ادارہ کے کام میں خاص دلچسپی لیتے ہیں نیز سید محمد سبطین صاحب بنگلہ دیش ڈھاکہ بھی میرے شکریہ کے مستحق ہیں۔ سید غلام حسنین حیدری۔ وکیل سیکرٹری ادارہ کویت نے بھی ادارہ کے امور میں کافی دلچسپی لی ہے وہ بھی یقیناً شکریہ کے مستحق ہیں۔ دعا فرما دیں کہ خداوند کریم اس ادارہ کو بام عروج پہ گامزن فرما دے۔

گزشتہ سال کی کارروائی ختم کر کے ملتمس ہوں کہ آئندہ سال کے لئے پروگرام مرتب فرما کر اس عاصی کو شکریہ کا موقعہ دیجئے۔ فقط والسلام

احقر العباد

سراج الدین خواجہ ایکٹنگ جنرل سیکرٹری

سالانہ رپورٹ

منجانب محترم مدیر مالیات ادارہ معارف اسلام

صاحب صدر و معزز حاضرین! سلام علیکم!

میں نے ہمیشہ اور ہر بار اس بات پہ زور دیا ہے کہ کسی ادارہ کے استحکام کا اندازہ بھی کے مالیات۔ مالی تنظام اور مالی حالت سے ہوتا ہے اور خدا کا فضل و کرم ہے کہ اس لحاظ سے ہمارا ادارہ بحالات موجودہ مستحکم بنیادوں پر قائم ہے۔ جیسا کہ منسلک ہذا رپورٹ حساب کتاب سے ظاہر ہے اس وقت ہمارے پاس بنک میں ۲۵۶۲/۸/۳ معہ موجود ہیں اور سابقہ حساب کے وقت سے اب تک تقریباً -/۶۳۹ روپیہ کا اضافہ ہوا۔ اسی طرح خالص منافع ۸/۸/۱۲/۳ سے بڑھ کر ۶/۱۱/۵۲۵ روپیہ تک چلا گیا ہے۔ اگرچہ دیکھنے میں یہ رقوم بالکل معمولی ہیں۔ لیکن

ایک قومی ادارہ جس کا مقصد صرف اخراجات اور تبلیغ ہی ہو اُس کے فنڈز میں اضافہ واقعی حیران کن ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سہرا ادارہ کے مخلص کارکنوں اور مخلص اور باہمت بانی و رکن محترم غیاث الدین کے سر پر ہے جنہوں نے اس پودے کو اپنے خون سے سینچا ہے۔ اور اس کو پروان چڑھانے میں دن رات کوشاں ہیں۔

اب میں اس کی مالی حالت کا جائزہ لیتے ہوئے یہ ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ادارہ کی آمدنی کا اصل اور اہم ذریعہ زر گشت، عطیہ اور چندہ ماہنامہ ہے جس سے ادارہ کو مجموعی طور پر ۳/۱۱/۵۲۴۸ کی معقول آمدنی ہوئی لیکن ہم نے صرف اس پر انحصار نہیں کیا بلکہ کاروباری اصولوں کے مطابق فروخت کتب کا سلسلہ بھی جاری کیا جس سے ہمیں اس مد میں ۲۹۶۳/۱۴/- وصول ہوئے اس طرح ہمارے اخراجات میں اس مد نے ہمارا ہاتھ بٹایا اور اگرچہ ہم نے ان چندرہ ماہ میں ۵۱۲۲/- روپیہ کی کتب رسائل مفت تقسیم بھی کئے اس کے باوجود ہم خسارے میں نہ رہے۔ مزید برآں ہمارے ساتھ بعض ہمدردان نے بھی تعاون کیا کہ ماہنامہ میں اپنے اشتہارات بھی اشاعت کیلئے دئے اور اگرچہ آمدنی کی رقم کوئی خاص بڑی نہیں بلکہ معمولی سی ہے یعنی ۳۲۳/۱۳/۰ روپیہ۔ بہرحال ہم نے ایک کوشش کی ہے اور آغاز بُرا نہیں۔ اس عرصہ کے دوران میں ہم نے واجب الادا رقوم میں سے ۱۰۳۶/۰ روپیہ ادا کی گئی۔

ہم کو عرصہ سے یہ شکایت تھی کہ بیرونجات کے ممبران اور خریداران اپنا چندہ اور زرگشت باوجود متعدد درخواستوں کے ادا نہیں کرتے۔ بلکہ وہ ہمارے خطوط کا جواب بھی نہیں دیتے کہ ہم نے اس کا علاج یہی تجویز کیا کہ ہر ماہ تقریباً ۴۰-۵۰ وی پی روانہ کی جاتی ہیں جن میں سے ۲۵ فیصد واپس آجاتی ہیں بقایا ۷۵ وصول کر ہی لی جاتی ہیں اور اس طرح ہم معزز اراکین و خریداران کی مکمل اور جامع لسٹ مرتب کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور عدم تعاون کرنے والے احباب کی لسٹ تیار ہو رہی ہے تاکہ وہ ادارہ پر بوجھ نہ ثابت ہوں۔

ان چندرہ ماہ کے دوران میں جہاں ہمارے ماہنامہ معارف اسلام نے ترقی کی ہے اور خاص نمبر شائع کئے ہیں وہاں کئی خاص مطبوعات بھی شائع کی ہیں۔ رمضان و محرم کے دوران میں خاص پروگرام بھی زیر تکمیل لائے گئے۔ جن پر زر کثیر صرف کیا گیا ہے لیکن ان اخراجات کے باوجود ادارہ منافع میں ہے اور اس تمام کامیابی کیلئے میں محترمی غیاث صاحب کا مرہون منت ہوں۔

(۱) اب آخر میں مجھے اپنی خامیوں کی بھی نشان دہی کرنی ہے اور وہ یہ ہے کہ قوم نے پریس فنڈ کے سلسلہ میں جو تعاون کیا ہے یا ہماری اپیل پر جواب دیا ہے وہ حوصلہ افزا نہیں اور پندرہ ماہ کے عرصہ میں صرف -/۲۲ روپیہ اس مد میں وصول ہوئے ہیں اور میری رائے میں اس فنڈ کو قائم رکھنا بالکل عبث ہے اور بہتر یہی ہے کہ اس کو بند کر دیا جائے اور ادارہ کے مستقل عمومی فنڈ میں ہی ضم کر دیا جائے۔

(۲) موجودہ دفتر پر ہم نے -/۲۷ روپیہ خرچ کئے جو کہ میری رائے میں بے فائدہ اور فضول ہی نہیں زیادتی ہے کہ جس مقصد کیلئے ہم نے دفتر مارکیٹ میں قائم کیا تھا وہ حاصل نہیں ہوا اور پندرہ ماہ کے دوران میں دفتر میں فروخت ایک سو روپیہ بھی نہیں ہوئی۔ گویا کہ ۶ روپیہ ماہوار کی بھی سیل نہیں ہوئی۔ جب کہ ہم ۱۸ روپیہ کرایہ ادا کر دیتے ہیں۔

ہمارے تمام کاروبار اور لین دین کا انحصار صرف بیرونجات سے خط و کتابت وی پی اور منی آرڈر پر اور مقامی حضرات سے محصل کے ذریعہ سے ہے۔ لہٰذا اس دفتر کا اس عظیم کرایہ پر قائم رہنا فنڈز پر بوجھ ہے لہٰذا میں تجویز کرتا ہوں کہ اس دفتر کو فوری طور پر کسی موزوں مقام پر ایک دکان میں منتقل کر دیا جائے جہاں ایک مستقل آدمی تمام دن کام کرے۔ اور اس کی معاونت کیلئے ایک مددگار رکھا جائے۔ اس طرح ادارہ کا کام بہتر طریقے سے سرانجام پائے گا سیل بھی یقینی طور پر بڑھ جائیگی اور ہماری آمدن کا ایک نیا ذریعہ بن جائے گا۔

(۳) گذشتہ سالانہ میٹنگ میں میں نے جملہ حاضرین سے بالخصوص اور عام اراکین سے بالعموم درخواست کی تھی کہ وہ کم از کم ایک ایک ممبر کا اضافہ کریں۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ نے اُس طرف توجہ نہیں دی۔ اب میں پھر اس اپیل کو دُہراتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آپ مایوس نہیں کرینگے۔

(۴) ہمارے ادارہ کو ترقی کامیابی ہو سکتی ہے اگر ہم اپنی نشر و اشاعت کو بڑھائیں اور اس پہلو میں بھرپور قوت کے ساتھ گامزن ہوں امید ہے کہ آپ اس پر غور کرینگے۔

آخر میں میں اپنے رفقائے کار اور اپنے معزز و محترم ورکرز۔ اکاؤنٹنٹ صاحب مرزا صاحب اور محمد افضل صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میرے

ساتھ پورا پورا تعاون کیا اور ادارے کیلئے سفر کی صعوبتیں برداشت کیں۔

اس سلسلہ میں محترم جعفری صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے حسابات کی تکمیل میں میری اعانت فرمائی۔

مشرقی پاکستان سے آخری حسابات کے متعلق ابھی تک کوئی اطلاع موصول نہ ہو سکی جس کی وجہ سے شامل تفصیل نہیں کیا جا سکا۔

ٹریڈنگ اکاؤنٹ از ۱-۷-۵۹ تا ۳۰-۶-۶۰

فروخت کتب	۳۹۶۳-۱۴-۰	سٹاک سال گزشتہ موجودہ	۴۳۵۶-۱۲-۳
نذر کفیت	۳۴۷۸-۱۲-۰	خرید کاغذ	۲۴۰۷-۱-۳
چندہ ماہنامہ	۳۱۷۳-۴-۰	خرید کتب	۷۷۹-۶-۹
عطیہ جات	۸۰۲-۱۱-۳	اخراجات طباعت کتابت وغیرہ	۲۹۵۳-۵-۰
اشتہارات	۳۲۳-۱۳-۰		۱۰۴۹۶-۹-۳
پریس فنڈ	۲۲-۰-۰	کل منافع	۹۷۲۸-۶-۰
قیمت کتب و رسائل مفت تقسیم	۵۱۲۲-۰-۰		
سٹاک سال آخر ۳۰-۶-۶۰	۳۳۳۸-۹-۰		
میزان	۲۰۲۲۴-۱۵-۳	میزان	۲۰۲۲۴-۱۵-۳

نفع و نقصان کھاتہ

کل منافع	۹۷۲۸-۶-۰	ایڈورٹائزمنٹ	۳۰-۱۲-۰
		تنخواہ سٹاف	۱۲۰۷-۱۵-۰
		خرچہ ڈاک	۷۸۰-۱۵-۳
		سفر خرچ	۱۲۲-۱۱-۶
		سٹیشنری	۱۰۴-۱۰-۰
		کمیشن فراہمی چندہ	۵۰۶-۰-۹
		کرایہ دفتر	۷۲۰-۰-۰

(باقی سامنے)

۹۷۲۸-۶-۰		کمیشن بنک	۲۱-۱-۰
		اخراجات لیبر	۴۴۱-۵-۶
		قیمت کتب و رسائل	۵۱۲۲-۰-۰
		مفت تقسیم	
		خرچ پیکنگ	۱۲۵-۳-۶
			۹۱۸۲-۱۰-۶
		خالص نفع	۵۴۵-۱۱-۶
روپے	۹۷۲۸-۶-۰	روپے	۹۷۲۸-۶-۰

توازن بقیہ

سٹاک موجودہ [illegible]	۳۳۳۸-۹-۰	سرمایہ سال شروع	۶۹۳۱-۹-۳
بنام کوآپریٹو بنک	۲۵۶۲-۸-۳	خالص منافع	۵۴۵-۱۱-۶
فرنیچر	۳۸۹-۴-۰		
رقم در تحویل سیکرٹری	۲۰۰-۰-۰		۷۴۷۷-۴-۹
مالیت ٹکٹ ڈاک موجودہ	۲-۱۴-۳	رقوم واجب الادا	۳۶۷-۸-۶
رقم نقد موجود	۲۲-۱۴-۹		
رقوم واجب الوصول	۳۷۵-۹-۶ / ۵۳-۱۵-۶ ـ ۴۲۹-۹-۰		
میزان ۳-۱۳-۷۸۴۴ روپے		میزان	۷۸۴۴-۱۳-۳

اطلاعات و اعلانات

(۱) کارروائی سالانہ جلسہ عام ادارہٗ معارف اسلام (رجسٹرڈ) پاکستان

۱۰ جولائی ۱۹۶۰ء مطابق ۱۵ صفر المظفر ۱۳۸۰ھ بروز اتوار بوقت ۱۰ بجے دن بمقام حسینیہ خواجگان ناروال اکبری گیٹ لاہور زیر صدارت جناب ملک العلماء مولانا ملک حیدری حسین صاحب علوی نہایت پُرخلوص و تعاون کے ماحول میں منعقد ہوا خاص لاہور و بیرونجات سے کافی اراکین تشریف لائے ہوئے تھے۔ علماء کرام میں سے جناب ملک العلماء کے علاوہ خود صدر ادارہ علامہ سید امداد حسین صاحب کاظمی المشہدی اور جناب مستطاب مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ صدر الافاضل بھی موجود تھے جناب سرپرست ادارہ بوجہ مجالس ایام چہلم سید الشہداء شرکت نہ فرما سکے۔ تلاوت قرآن حکیم کے بعد کارروائی سالانہ جلسہ عام سال گزشتہ مدیر اعلیٰ نے پڑھ کر سنائی اور صدر جلسہ سے تصدیق کرائی۔

ایجنڈا کے مطابق کارروائی شروع کرنے سے پیشتر جناب پروفیسر سید قمر زمان صاحب (مرحوم) اعلیٰ اللہ مقامہ رکن علمی بورڈ ادارہٗ معارف اسلام کی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کیا گیا، اور تمام حاضرین نے فاتحہ خوانی فرمائی۔ محترم قائم مقام مدیر اعلیٰ (ایکٹنگ جنرل سیکرٹری) ادارہ خواجہ معراج الدین صاحب نے سال گزشتہ کے متعلق مکمل رپورٹ پڑھ کر سنائی (جو کہ اس شمارہ میں درج ہے) بعض تشریح طلب امور پر مختصر بحث کے بعد اظہار اطمینان کیا گیا اور ادارہ کی سرگرمیوں پر جو کہ سالہائے ماسبق سے بھی بہتر صورت اختیار کر چکی ہیں پر اظہار خوشنودی کیا گیا۔ اس کے بعد مدیر مالیات (فنانشل سیکرٹری) محترم شیخ شوکت علی صاحب فہیم مدظلہ نے اپنی سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی (جو کہ شمارہ ہذا میں درج ہے) اور فرمایا کہ اگرچہ سال گزشتہ کی نسبت ادارہ کی مالی حالت بہتر ہے مگر جب تک مخیر متمول حضرات خاص توجہ فرما کر ادارہ کے فنڈز میں اضافہ نہ فرمادیں گے اور اخراجات ادارہ بنیاد حد تک کم نہ کئے جائیں گے۔ ادارہ کی بنیادیں زیادہ مضبوط نہ ہو سکیں گی۔ مدیر مالیات کی رپورٹ پر بھی اظہار اطمینان کیا گیا۔

آئندہ سال کیلئے بطور منتظمین ادارہ منـ ذیل حضرات ادارہ کے معیار کے مطابق اپنی اہلیت و قابلیت کی بنا پر بالاتفاق رائے چُن لئے گئے:-

صدر: علامہ سید امداد حسین صاحب کاظمی المشہدی

نائب صدر: جناب مستطاب سید محمد یحییٰ صاحب نقوی البخاری

ایڈیٹر اعلیٰ: خواجہ معراج الدین صاحب امرتسری

نائب مدیر: شیخ نصیر احمد صاحب عاصی

مدیر نشر و اشاعت: سید حسن علیشاہ صاحب کاظمی

مدیر مالیات: شیخ شوکت علی صاحب نسیم

مدیر معارف اسلام: شیخ غیاث الدین۔

علمی بورڈ: ۔ جناب مستطاب مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب صدر الافاضل (کنوینر علمی بورڈ) نے زبانی طور پر رپورٹ پیش فرمائی کہ ادارہ کا علمی بورڈ باقاعدگی سے متحرک نہیں لہٰذا اس جمود کو توڑنے کیلئے ممبران کو عملی قدم اٹھانا چاہئے تاکہ مابعد میں زیادہ باقاعدگی پیدا ہو سکے۔ اور مطبوعات ادارہ اور خاص طور پر ماہنامہ معارفِ اسلام کا معیار بلند سے بلند تر ہو جائے۔ بالاتفاق رائے مولانا ملک مہدی حسن صاحب و مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب اور صدر ادارہ برشد علما کرام کو اختیار دیا گیا کہ آئندہ مجلس نظامت کی میٹنگ میں وہ اس سے پیشتر مل کر موجودہ حالاتِ زمانہ کے علمی تحریری و تقریری تقاضوں کے ماتحت ممبران ادارہ میں سے علمی بورڈ کے چھ ایسے ممبران سلیکٹ فرما دیں جو ادارہ کی مطبوعات۔ ماہنامہ معارفِ اسلام اور نشریات کے سلسلہ میں دلچسپی بیک وقت بھی دے سکیں۔ اسی سلسلہ میں انگریزی مطبوعات اور بنگالی مطبوعات کا خاص خیال رکھا جائے۔ بنگلہ مطبوعات کیلئے بالاتفاق رائے طے پایا کہ جناب مستطاب مولانا سید محمد احمد صاحب دام ظلہ صدر گھاٹ چٹاگانگ کو علمی بورڈ میں شامل کیا جائے۔

ممبرانِ مجلسِ نظامت (ورکنگ کمیٹی)

منتظمین ادارہ کے علاوہ مندرجہ ذیل اراکین ادارہ کو بالاتفاق رائے سال آئندہ کیلئے ادارہ کی مجلسِ نظامت کا رکن چنا گیا۔

علامہ حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ

جناب سید محمد علی صاحب زیدی ایڈووکیٹ

علامہ الحاج مرزا احمد علی صاحب قبلہ

جناب سید مظفر علی صاحب شمسی

جناب سید شریف حسین صاحب شمسی

جناب ڈاکٹر حسن عسکری مرزا ایم بی بی ایس

جناب مولانا ملک مہدی حسن صاحب علوی

جناب مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب صدر الافاضل

جناب ڈاکٹر خواجہ الطاف حسین صاحب پروفیسر پنجاب یونیورسٹی

جناب شیخ شریف حسین صاحب جعفری

جناب سید اقبال حسین صاحب رضوی

جناب خواجہ نذیر حسین صاحب پیپر مرچنٹ

جناب سید محمد فاضل شاہ صاحب کاظمی

جناب الحاج شیخ غلام حسین صاحب تاجر کتب

جناب سید اختر علیشاہ صاحب باقری

جناب سید صادق علیشاہ صاحب

منتظمین بیرونجات (لوکل سیکرٹریاں)

مندرجہ ذیل اراکین ادارہ کو بالاتفاق رائے بیرونجات کیلئے لوکل سیکرٹری چنا گیا:۔

(۱) برائے حلقہ مشرقی پاکستان - جناب سید محمد سبطین صاحب تیجگاؤں (ڈھاکہ)

(۲) برائے حلقہ مشرقی پاکستان: جائنٹ سیکرٹری (جناب سید محمد سبطین صاحب کو اختیار دیا گیا کہ خود مناسب و مفید آدمی ممبران مشرقی پاکستان میں سے پسند فرما دیں)

(۳) برائے حلقہ مشرقی پاکستان (کھلنا) خود سید صاحب موصوف تجویز کریں۔

(۴) برائے حلقہ کویت (پرچین گلف) جناب سید غلام حسنین حیدری بمقام احمدی

(۵) برائے حلقہ کراچی: جناب سید محمد مہدی صاحب رضوی سادات کالونی کراچی

(۶) برائے حلقہ سندھ: جناب سید مظفر حسین ایم موسوی - ایم۔ اے - حیدرآباد -

(۷) برائے حلقہ بہاولپور - جناب ماسٹر عبدالکریم صاحب - بہاولنگر۔

(۸) برائے حلقہ ملتان - جناب نجفی جعفر حسین صاحب قبلہ - محلہ جھک

(۹) برائے حلقہ راولپنڈی - مجلس نظامت آئندہ فیصلہ کرے گی۔

(۱۰) برائے حلقہ آزاد کشمیر: جناب کیپٹن سید حسین شاہ صاحب (پنشنر) میرپور

(۱۱) برائے حلقہ سرگودھا: جناب چوہدری غلام حیدر صاحب

(۱۲) برائے حلقہ گوجرانوالہ: جناب میر سید کاظم حسین صاحب قبلہ۔

(۱۳) برائے حلقہ سیالکوٹ: جناب چوہدری سلامت علی صاحب بھٹی

(۱۴) برائے حلقہ پھلرواں (ضلع سرگودھا) جناب ڈاکٹر نذیر احمد صاحب حیدری

(۱۵) برائے حلقہ لائلپور: جناب سید عارف حسین صاحب زیدی۔

اس کے علاوہ ادارہ کے آئندہ پروگرام کیلئے تنظیمیہ و مالیات کے متعلق کئی ایک قرار دادیں بالاتفاق رائے منظور ہوئیں۔

حاضرین جلسہ کے شکریہ ادا کرنے کے بعد اجتماع نہایت خوشگوار ماحول میں اختتام پذیر ہوا۔

(۲) ضروری تصحیح (بابت "شہید نینوا" نمبر ۱۳۸۰ھ)

آقائے سید الطاف شاہ صاحب کی نظم بعنوان "امام حسین علیہ السلام کی دعائیں" کچھ کتابت کی غلطیاں رہ گئی ہیں ان کی اصلاح کر لی جائے یہ نظم شہید نینوا نمبر میں شائع ہو چکی ہے اس نظم کو غلطی سے بندوں میں تقسیم کر کے ان بندوں کو نمبر وار دکھایا گیا ہے حالانکہ یہ بند نہیں ہیں بلکہ مسلسل نظم ہے۔ مقصود یہ تھا کہ واقعات کربلا کا تسلسل قائم رکھنے کے لئے ان کو ایک ترتیب میں لکھا جائے۔ جناب شاہ صاحب قبلہ نے بجائے (نمبر شمار) دینے کے ہر واقعہ کو ایک علیحدہ عنوان کے تحت لکھا تھا اور یہی طریقہ صحیح تھا

بجائے نمبر شمار . . . . یہ عنوان صحیح ہے

(۱) حرکت از مکہ
(۲) ورود و پیشی آمد در کربلا
(۳) شہادت حضرت عباس علیہ السلام
(۴) آغاز جنگ و شہادت یاران امام حسین علیہم السلام
(۵) شہادت حضرت علی اکبر علیہ السلام
(۶) شہادت حضرت قاسم علیہ السلام
(۷) شہادت حضرت علی اصغر علیہ السلام
(۸) شہادت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام
(۹) آتش زدن دشمن بہ خیمہ ہائے اہلبیت وحضرت علیہم السلام
(۱۰) شکوہ بدرگاہ حق تعالےٰ
(۱۱) جواب شکوہ

(۳) استفسارات کے کالم۔ بوجہ ادارہ کی سالانہ رپورٹ ہائے کی اشاعت کے اس شمارہ میں بھی استفسارات اور ان کے جوابات شامل نہیں کئے گئے۔ حالانکہ مسودات تیار پڑے ہیں چونکہ یہ استفسارات محض علمی نوعیت کے ہوتے ہیں اور ضروری نہیں کہ کسی خصوصی ماہ کے شمارہ میں ہی شائع ہوں۔ لہٰذا اس میں کچھ فرق نہ پڑیگا انشاء اللہ آئندہ ماہ یعنی شمارہ ماہ ربیع الاول میں شائع ہونگے تقریباً مطمئن رہیں بلکہ جو صاحب کوئی علمی، تاریخی مسئلہ متعلق ذات اقدس حضرت سید المرسلین خاتم النبیین پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریافت فرمانا چاہیں وہ ابھی سے استفسارات ارسال فرمادیں۔ تاکہ آئندہ شمارہ جو ربیع الاول کی مناسبت سے جناب ختمی مرتبت سے متعلق ہوگا اُس میں جوابات شائع ہو جائیں۔

(۴) لوکل سیکرٹریاں (بیرونجات)

ادارہ معارف اسلام کی خدمت میں استدعا ہے کہ اپنے اپنے حلقہ کے ممبران ادارہ کی فہرستیں تیار فرمادیں اور رجسٹر میں باقاعدہ اُن کا اندراج کریں۔ اس سلسلہ میں آئندہ پروگرام کو زیادہ موثر و دلچسپ بنانے کیلئے جنرل سیکرٹری ادارہ معارف اسلام محترم خواجہ معراج الدین صاحب سے دفتر ادارہ کے پتہ پر فوراً خط و کتابت شروع کریں۔ ضرورت محسوس کی گئی تو جنرل سیکرٹری خود آ...

قارئین کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ شمارہ ہذا میں ادارہ معارف اسلام کے سال گذشتہ کی روئیداد کا بغور مطالعہ فرمادیں اور دیکھیں کہ ادارہ نے کس قدر کام کیا۔ اگر آپ کی توجہ ہو جائے تو ادارہ کے قدم زیادہ مضبوط ہو سکتے ہیں۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے ذمہ بقیہ جات یعنی چندہ ماہانہ سالانہ ممبران اپنے اپنے ذمہ سالانہ زر رکنیت اپنی پہلی فرصت میں بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمادیں اور ہر ممبر و خریدار صرف ایک ایک ممبر اور خریدار مہیا کرے تاکہ ہماری طاقت دوچند ہو جائے (ادارہ)

نئی کتابیں

(۱) **مثنوی مظہر العجائب** } (از قطب الاقطاب شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری مع اردو ترجمہ منظوم مسمّٰی بہ مخزن الغرائب از فاضل مکرم سید مشہود علی شاہد مدظلہ - ناشر خود مترجم سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت ۳۹۱+۸۸= ۴۷۹ صفحات - مجلد مع خوبصورت گرد پوش - قیمت آٹھ روپے -

پتہ :- سید شاہد "پاکستان پناہ" منزل - دوسرا محلہ ۱۶/A لارنس روڈ - کراچی

صوفیائے کرام و شعراء عظام میں شیخ فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ کا مقام بہت بلند ہے جس کے متعلق مولانا روم تک کا یہ شعر موجود ہے کہ

من آں مولائے رومی ام کہ از نطقم شکر ریزد
ولاکن در سخن گفتن غلامِ شیخ عطارم

انسان کا صحیح عقیدہ اور اپنی تمام عمر کی تحقیقات و تجربات کا نچوڑ وہ ہوتا ہے جو اس کی آخری عمر میں ہو - زیرِ نظر مثنوی شیخ عطارؒ کی آخری عمر کی یادگار مثنوی ہے جو آپ نے اپنی تمام عمر کا نچوڑ شانِ مظہر العجائب مولائے کائنات نفسِ رسولؐ علی المرتضےٰ (صلوٰۃ وسلام اللہ علیہ) بیان کرنے میں ظاہر فرمایا صرف امیر المومنینؑ ہی کی شان نہیں بلکہ آپ کے فرزندان یعنی آئمہ معصومینؑ کے واقعات و کرامتوں کو بھی دلچسپ و مؤثر پیرایہ میں بیان فرمایا غرضیکہ معارفِ محمدؐ و آلِ محمدؐ (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کیلئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے جو کہ ہر مسلمان شیعہ و سنی کیلئے نسخۂ کیمیا ہے - سنی کیلئے اس لئے کہ عطار عقیدۃً تاسُنی تھے مگر حق بات کہنے میں وہ نہیں چوکے - اور شیعہ کیلئے اس لئے کہ چہاردہ معصومینؑ کی معرفت حاصل ہوتی ہے جو کہ اصولی طور پر جزو دین ہے - مثال کیلئے ہم "عقدِ اخوت مصطفےٰ با مرتضےٰ" کا بیان نقل کرتے ہیں جس کا منظوم ترجمہ سید شاہد مدظلہ نے بایں الفاظ کیا ہے صفحہ ۱۸۱ -

مصطفےٰؐ و مرتضےٰؑ کا بھائی چارہ !

نقل ہے اک دن محمد مصطفےٰ ! بھائی چارہ کرتے تھے اصحاب کا
سب صحابہ سے یہ حضرتؐ نے کہا بن کے بھائی تم کرو عہدِ وفا
میری یاری سے خدا بھی یار ہے اور تیری باتوں سے وہ بیزار ہے

تب کہا صدیق سے اے غم گسار   درحقیقت تم ہو میرے یارِ غار
اور اے فاروق! ہو تم ہوشیار   ہو شریعت میں بھی میری ہونہار
دونوں کو آپس کی بیعت میں دیا   بھائی بنوایا، ہوا عہد وفا
پھر ہوا ارشاد ذو النورین سے   آؤ آگے، تم ہو کاتب وحی کے
اُن کو ابن عوف کا بھائی کیا   یوں ہی سب کا بھائی چارہ کردیا
کرکے دو دو سب کو ہمرشتہ کیا   اِس اُخوت سے ہر اک مسرور تھا
شاد تھے اصحاب پاکر یہ شرف   تھے علیؑ خاموش بیٹھے اِک طرف
اب کیا حضرتؐ نے حیدر سے سوال   اِس قدر خاموش کیوں ہو خوش خصال
شاہ بولے۔ اے نبیؐ المرسلینؐ   چھوڑ دیں گے کیا مجھے تنہا یونہیں
سب تو اپنے دوستوں کے ساتھ ہیں   گوشۂ تنہائی میں بیٹھا ہوں میں
بولے حضرتؐ شہؑ سے جو کچھ یہ ہوا   لائے تھے جبریل یہ حکمِ خداؐ
حکم ہے خالق کا یہ محبوب کو   تم علیؑ سے بھائی چارہ خود کرو
عرش پر خود حق نے باندھا ہے یہ بند   تیرے آگے پست ہے ہر ایک بلند
تھے فرشتے سب کے سب حاضر وہاں   مہر و مہ بھی دیکھتے تھے یہ سماں
جاں نچھاور کرتی تھیں حوریں تمام   تکتی تھیں حیرت سے دونوں کو مدام
تھام کر احمدؐ نے دستِ مرتضےٰؑ   صیغۂ عقدِ اُخوت خود پڑھا
اور کہا اب چھوڑ دو رنج و ملال   ہے یہاں ہارونؑ و موسےٰؑ کی مثال
شہؑ کو احمدؐ نے مبارکباد دی   چاند نے سورج سے پائی روشنی
چمکے جب یہ دونوں سورج اور چاند   جو ستارے تھے ہوئے بالکل ہی ماند
پاک کرکے گردِ پیشانی تمام   سب مبارکباد دیتے تھے عوام
جب ولایت پر علیؑ فائز ہوئے   رشک سے اصحابِ احمدؐ جل مرے
جو کرے گا شہؑ سے عہدِ دوستی   ہے اُسی کے ہاتھ دامانِ نبیؐ
تو بھی اُن سے کرلے اب عہدِ وفا   تھام لے دامانِ آلِ مصطفےٰؐ
عہد ایسا ہو جو دیں کے ساتھ ہو   ظلم و کینہ ہو نہ بالکل نام کو
ابن بوسفیاں نے کرکے اختلاف   ظلم کی تلوار کردی بے غلاف

جب کیا شیرِ خدا سے انحراف ہے خدا و مصطفیٰ سے انحراف
جو بھی ہوگا مرتضیٰ سے منحرف ہے خدا و مصطفیٰ سے منحرف
ہے مخالف حق کا ، کافر لا کلام دشمنِ شہ ، دشمنِ خیرالانام
پہلے ہو آگاہ اہل اللہ سے پھر نبی کے دین میں آ اس راہ سے
دین احمد جب رہے گا تیرے ساتھ واسطہ حیدر کا تب آئے گا ہاتھ
سن ذرا گفتار قرآن و حدیث چھوڑ دے اقوال مردود و خبیث
بیعت اولادِ پیغمبر ہی کی کر ہو جو ایمان رب کا منظورِ نظر
اُن کے ہر فرمان کی تکمیل کر جان و دل سے حکم کی تعمیل کر
ہے نہیں اس کے سوا کوئی بھی راہ
ہر مخالف راہ میں ہے خوف چاہ

غرضیکہ عوام الناس میں پھیلانے کیلئے اسی اچھے طریقے سے شیخ علیہ الرحمۃ نے معارف محمد و آل محمد بیان فرمائے ہیں جو ہر صاحب ایمان مسلمان کے پڑھنے اور اپنے دل میں اتارنے کے قابل ہیں۔ ایسی کتاب ہر مومن کی لائبریری کی زینت بننا چاہئے۔
دفتر ادارہ معارف اسلام لاہور سے بھی دستیاب ہو سکتی۔

(۲) **سوانح حیات پنجتن پاک** { علیہم الصلوٰۃ والسلام (یعنی المصطفیٰ المرتضیٰ الفاطمہ۔ الحسنؑ اور الحسینؑ ۔

پانچ جلدوں میں۔ تالیف لطیف سید شاہد مدظلہ۔ سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ ضخامت ۱۱۲ + ۱۱۶ + ۹۶ + ۸۸ + ۱۰۷ = ۵۱۹ صفحات ناشر خود مولف موصوف پتہ:۔ سید ایم۔ اے شاہد پاک پناہ منزل۔ دوسرا احاطہ ۹۔۱۶۰ لارنس روڈ کراچی قیمت کتابوں پر درج نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب موصوف عشق پنجتن میں اس قدر ڈوبے ہوئے ہیں کہ کتابوں کی قیمت درج کرنا بھی اُن کے دماغ سے محو ہو گیا۔ پانچ کتابوں کے اس سٹ کی قیمت کم از کم پانچ روپے (علاوہ خرچ ڈاک) یکسی صورت میں کم نہیں ہونی چاہئے۔ آجکل کے زمانہ میں اسلام محمدی کے ان پانچ بانیوں کی صحیح اور مستند سوانح حیات کی جس قدر ضرورت تمام ممالک میں پھیلانے کی ہے وہ پہلے سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ دنیا انتہائی خوفناک جنگ کے کناروں پر پہنچ رہی ہے دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام ان پانچ مقدسین کی زندگی سے احسن طریقے سے پہنچایا جا سکتا ہے۔

کیونکہ انہوں نے دنیا میں اسلام یعنی سلامتی پھیلانے کیلئے خود اپنی ذات اور اپنے خاندان کو مصائب شدیدہ میں مبتلا کرنا منظور کر کے دین اللہ پر قربان کر دیا۔ اخلاق کے اعلےٰ اور بہترین نمونے آپ کو اسی خاندان میں ملینگے۔ زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق احسن طریق عمل آپ کو سوائے اس دودمان کے اور کسی جگہ سے نہ مل سکیگا۔ مارکیٹ میں غیر مستند لٹریچر اور عقیدت کیلئے معجزات سے لبریز سوانح عمریاں تو بیشمار دستیاب ہو سکینگی مگر ان میں حقائق بھی شامل ہوں۔ مگر مستند اور تاریخی حوالوں سے لبریز لٹریچر بہت کم ہے زیر نظر کتب میں سید صاحب موصوف نے ان مقدسین کو بحیثیت بشریت کے بلند مقام پر فائز ہونے کے پیش کیا ہے اور ہر واقعہ کے جواز میں مستند کتب تاریخ و سیر کے حوالے ساتھ ساتھ دیئے ہیں۔ جن سے ان کتب کا استناد پختہ ہو جاتا ہے۔ ادارہ تمام اہل اسلام کو ان کی خریداری کا پُر زور مشورہ دیتا ہے۔
دفتر ادارۂ معارف اسلام (رجسٹرڈ) شاہ عالمی گیٹ لاہور سے بھی منگوا سکتے ہیں

(۲) آب رواں یعنی قرآن حکیم پارہ اوّل کے اردو منظوم مطالب و مفاہیم مع متن و ترجمہ از جناب مستطاب سید شمیم رجز ایم۔ اے۔ سائز ۲۰×۲۶/۸

ضخامت ۱۱۲ صفحات مجلد۔ ناشر ادارۂ تصنیف و تالیف اسلامیہ ۱۰۔ میو روڈ لاہور قیمت دو روپے آٹھ آنے۔ قرآن حکیم کے بیسیوں تراجم اور تفاسیر ہو چکی ہیں مگر تقریباً ہر ایک میں مترجم کے ذاتی عقیدے کی جھلک نمایاں ہے۔ مگر "آب رواں" میں یہ چیز نام کو بھی نہیں سیدھا سادھا لفظ بلفظ ترجمہ اور تشریح بصورت نظم اعلےٰ پاکیزہ معیاری شاعری کے بافت کی گئی ہے۔ قرآن حکیم میں جہاں شاعری کی مذمت موجود ہے وہاں پاکیزہ شاعری کیلئے استثنےٰ بھی موجود ہے۔ اس میں شک نہیں کہ تعلیم و تلقین اگر نثر میں موثر ثابت نہ ہو تو دینی تعلیم و تدریس بلند پایہ فصیح و بلیغ نظم سے زیادہ اثر انداز ہو سکتی ہے۔ سید شمیم رجز مدظلہ کی ادبی قابلیت اور تعلیمات قرآنی پر عبور مسلمہ ہے اور ان کے حلقۂ احباب و جان پہچان والے اس سے بخوبی واقف ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ سید صاحب موصوف نے نظم میں تشریح قرآن کا حق خوب ادا کیا ہے جسے پڑھنے سے ترجمہ کے صحیح مطالب دماغ پر نقش ہو جاتے ہیں۔ قارئین کرام یہ کتاب ضرور منگوائیں پڑھیں اور ورد زبان کریں۔

دفتر ادارۂ معارف اسلام لاہور کے ذریعے بھی منگوائی جا سکتی ہے۔

(۴) **راہِ حق** :- از جناب مستطاب سید نصیر حسین صاحب نقوی (اسلامک ریسرچ سنٹر) شہر میانوالی۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت ۴۸ صفحات قیمت ایک روپیہ (علاوہ خرچہ ڈاک)۔ ناشر مرکز تعلیمات اسلامیہ۔ سادات منزل محلہ ہاشم شاہ۔ میانوالی۔

دورِ حاضرہ جس میں کہ حقِ حکومت انسانوں کے سپرد کر کے انسان خود ہی انسان کا غلام بن چکا ہے اور ذاتی اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے مختلف خوشنما و دلخوش کن نعرے پیدا کئے جا چکے ہیں۔ ڈپلومیسی سیاست کا جزوِ اعظم بن چکی ہے جس سے کہ "امنِ عالم" ایک خواب و خیال بن کر رہ گیا ہے۔ ایسے ماحول میں ہوائے نفس اور جمہور پرستی کے بتوں کو توڑنے کیلئے یہ کتاب ایک مجرب نسخہ ہے۔ دنیا کے اس آخری دور میں حالاتِ زمانہ کے تقاضوں کے ماتحت فاضل مکرم سید نصیر حسین نقوی (جو کہ ایک منجھے ہوئے محقق اور دور بین نگاہیں رکھتے ہیں) نے راہِ حق لکھ کر دنیا والوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے کاش کہ وہ بھی اس کتاب کا ترجمہ انگریزی زبان میں ہو کر اگر ممالک مغربیہ میں بالعموم امریکہ، روس اور یورپین ممالک میں نشر کیا جائے تو آئندہ متوقع تباہ کن جنگ سے کسی حد تک بچاؤ ہو سکتا ہے۔ اور اگر عمل کیا جائے تو یقیناً متوقع جنگ کو روکنے کے لئے یہ کتاب موثر ثابت ہو سکتی ہے۔ طالبانِ حق اسے ضرور منگوا کر پڑھیں۔

دفتر ادارہ معارف اسلام لاہور کے ذریعے بھی منگوا سکتے ہیں۔

(۵) **آخری تاجدارِ امت یعنی امام زمانہ** :- مصنفہ و مؤلفہ جناب علامہ سید مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ۔ ناشر نواب فرخ عالم مدظلہ۔ پتہ گلی نمبر ۲ باغبانپورہ لاہور۔ سائز ۲۲×۱۸/۸ ضخامت [illegible]

بموجب قرآن حکیم و احادیث رسول و عقل عمومی کوئی زمانہ نائبِ خدا سے خالی نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا زمانہ حاضرہ میں بھی اس وجود سے انکار محال ہے ورنہ خداوند تعالیٰ کی حجت تمام نہ ہو۔ حضرت امام مہدی آخر زمان یعنی امام دوازدہم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر کوئی منتظر ہے اور بعض ناعاقبت اندیش آجکل اس وجود سے انکار کرنے لگے ہیں۔ فاضل مصنف نے وجودِ امام کو جس محققانہ انداز میں ثابت کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ مستند کتب تاریخ و حدیث و تفسیر کو اپنی تحقیقات کی بنیاد قرار دیا ہے اور خاص طور پر اہلسنت کی مسلمہ کتابوں سے حوالے فراہم فرمایا ہے۔ بموجب حدیثِ رسول امام وقت کی معرفت کے بغیر مرجانا جاہلیت کی موت ہے۔ کتاب مذکور میں حضرت امام زمانہ (عجل اللہ فرجہ) کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو تاریخی طور پر اجاگر کیا گیا ہے معرفت امام زمانہ حاضرہ حاصل کرنے کیلئے یہ نہایت ہی مفید کتاب ہے

دفتر ادارہ معارف اسلام اندرون شاہ عالمی گیٹ لاہور میں کافی تعداد اس کتاب کی موجود ہے۔

ہیں آیات قرآن حکیم بھی موجود ہیں۔ لہٰذا ان کی صحت میں قطعاً کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور علم رجال و درائت کے اصولوں کے تحت بھی یہ اصحّ ثابت ہوتی ہیں :-

پہلی حدیث :- فرمایا جناب رسولؐ اکرم نے :-

"من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ الجاھلیۃ"

یعنی جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو پہچانے بغیر مرگیا وہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی موت مرا۔

اس حدیث شریف پر ہم پیشتر اسی کتاب کے صفحہ ۲۴۵، ۲۴۶ پر مع حوالجات مختصر بحث کر چکے ہیں اور اس کی تائید میں آیات قرآنی بھی صفحہ ۲۴۳، ۲۴۵ پر پیش کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ بہرحال ہمارے تمام گذشتہ بیانات کی اس حدیث رسولؐ سے بدرجہ احسن تائید ہوتی ہے کہ بغیر امام وقت کی معرفت کے زندگی زندگی نہیں ۔۔ ہر زمانے میں امام کا وجود ضروری ہے جس کی صراحت الفاظ "امام زمانہ" سے ہوتی ہے اور نجات اُخروی کے لئے اس نمائندۂ خداؐ کی معرفت لازمی ہے۔ کیونکہ اگر عالم بلکہ عالمین پر خدا تعالےٰ کا کوئی نمائندہ ہی موجود نہ ہو تو انصافاً تمام مخلوق اور بالخصوص انسانوں کے لئے افعال بے لگام کرنے کی پوری پوری اجازت ہونی چاہئے اور ان کے لئے باز پرس کرنا بھی بے انصافی ہوگی۔ لہٰذا نمائندۂ الٰہی کا وجود ہر آن لازم ہے۔ اگر ہماری اس تک رسائی نہ ہو تو یہ ہماری کوتاہی ہے یا ہم میں ضرور کوئی ایسی کمزوری ہے۔ مگر جہاں تک اصولِ اسلامی اور عقلِ عمومی کا تعلق ہے اس کے وجود سے انکار محال ہے۔

دوسری حدیث :- جناب رسولؐ اکرم نے وصیت فرمائی :-

"انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما لن یفترقا حتیٰ یردا علی الحوض ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی ابدا"

ترجمہ :- میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جو اللہ کی کتاب اور میری اہلبیتؑ یعنی میری عترت ہیں۔ خیال رکھو تم ان دونوں سے کیا سلوک کرتے ہو۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ

ہونگے حتیٰ کہ میرے پاس (قیامت کے دن) حوض کوثر پر وارد ہوں۔
اگر تم ان دونوں سے تمسک رکھو گے تو میرے بعد ابد تک گمراہ نہ ہو گے)
یہ صحیح حدیث مشہور و معروف "حدیث ثقلین" ہے۔ جو تمام مسلمانوں میں تسلیم شدہ اور متفقہ بین الفرق اسلامیہ ہے۔ اس کے حوالے اس سے پیشتر اسی کتاب کے صفحہ ۱۸۴ پر ملاحظہ ہوں۔ جملہ علماء اسلام نے متفقہ طور پر اس کی توثیق و تصدیق فرمائی ہے۔ حدیث کے الفاظ ہی سے خود بخود حدیث کی تشریح ہو جاتی ہے۔ جب یہ واضح ہو گیا کہ ابد تک کے لئے قرآن کے ساتھ ساتھ اہلبیتؑ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا وجود بھی لازمی ہے تو تجسس پیدا ہوتا ہے کہ اہلبیت سے کون مراد ہے؟
الفاظ حدیث پر غور فرمائیے۔ "عترتی اھل بیتی" "میری عترت یعنی میری اہلبیتؑ۔ جس سے ثابت ہوا۔ کہ صرف عترت رسولؐ ہی "اہلبیتؑ" میں شامل ہیں۔ عترت میں بیویاں داخل نہیں ہوتیں کیونکہ وہ اصل غیر سے ہوتی ہیں۔ عترت کی اصلیت ایک ہی ہوتی ہے اور وہ بھی نزدیک ترین اصلیت۔ جیسا کہ سونا یا چاندی کے ورق کوٹتے وقت اسی سونا یا چاندی کے حصے ورق سے نکلتے ہیں۔ حضورؐ نے الفاظ "عترتی اھل بیتی" فرما کر عترت کو قیامت تک کے لئے واجب الاطاعت قرار دیا۔ چونکہ عترت و قرآن لازم و ملزوم ہیں لہٰذا ان کی اطاعت بلا حیل و حجت، بلا چون و چرا واجب ہوئی۔ جس سے ثابت ہوا کہ عترت رسولؐ معصوم عن الخطا ہے۔ ایک سیکنڈ کے لئے بھی ان کا کوئی امر غلط یا خلاف دین اسلام نہیں۔ اور چونکہ قیامت تک کے لئے قرآن اور اہلبیتؑ کا وجود ہے۔ لہٰذا قیامت تک کے لئے امام معصوم از عترت رسولؐ کا وجود ثابت ہے۔ اندریں حالات زمانہ حاضرہ میں بھی اس وجود سے انکار محال و ناممکن ہے۔

تیسری حدیث :- فرمایا جناب رسول اکرمؐ نے :-

النجوم امان لاهل السماء فاذا ذهبت النجوم ذهب اهل السماء و اهل بیتی امان لاهل الارض فاذا ذهب اهل بیتی ذهب اهل الارض یعنی نجوم اہل آسمان کے لئے امان ہیں پس جب ستارے جاتے رہینگے۔ اہل آسمان بھی جاتے رہینگے۔ اور ہلاک ہو جائینگے۔ اور میرے اہلبیتؑ اہل

زمین کے لئے امان ہیں پس جب میرے اہلبیتؑ زمین سے اُٹھ جائیں گے تو اہل زمین بھی نہ رہینگے۔ (مسند امام احمد بن حنبل بروایت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب - انس ابن مالک - ابن احمد فی زیادات المسند و حموینی فی فرائد السمطین)

قطع نظر اس بات کے کہ یہ حدیث رسولؐ زمین کے علاوہ دیگر کرات میں بھی آبادیوں اور ذی حیات مخلوق کی طرف اشارہ فرماتی ہے۔ اس میں ہمارے موضوع کے متعلق یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ حجت اللہ فی الارض کے وجود کے بغیر قیام ارض و اہل الارض ناممکن ہے۔ بقاءِ حیاتِ انسانی محض اُسی وقت لازم ہو سکتی ہے جس وقت کہ بخشندہ حیات کا تعلق اور واسطہ ذی حیات سے قائم رہے۔ اگر وہ واسطہ ختم ہو گیا تو قائم بہ حیات رہنا ناممکن ہو گیا۔ لہٰذا اس واسطہ مابین خالق و مخلوق کا ہر لحظہ موجود ہونا ناگزیر ہے۔ قرآن اور اس حدیث نبویؐ کی رُو سے بھی یہ واسطہ کوئی نہیں ہے مگر اہلبیتؑ نبویؐ اور وہی امانِ زمین و اہلِ زمین ہیں۔ اسی حدیث سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ ازواجِ نبیؐ اہلبیتؑ میں شامل نہیں ورنہ لازم آئیگا اور تسلیم کرنا پڑیگا کہ دنیا ختم ہو چکی۔ مگر اُن کے فوت ہو چکنے کے باوجود دنیا و اہل دنیا موجود ہیں۔ وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ اہلبیتؑ طاہرینؑ میں سے کم از کم ایک فرد کا دنیا میں موجود ہونا ہے جو قیام عالم سے ثابت ہے۔ پس یہی وجود زمانہ حاضرہ میں بھی موجود ہے۔ عجل اللہ فرجہٗ

چوتھی حدیث :- فرمایا رسولؐ اکرم نے :-

لا تذھب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی یعنی دنیا آخر نہ ہوگی جب تک ایک مرد عربی میرے اہلبیتؑ میں سے کہ نام اُس کا میرے نام کے مطابق ہوگا بادشاہ نہ ہولے ...... بروایت اُم المومنین اُم سلمہؓ و ابی سعید خدریؓ۔ عبداللہ ابن عمر و ابوہریرہ۔ یہ حدیث حسن بھی صحیح ہے۔ یہ جامع ترمذی جلد دوم مع ترجمہ مطبع نولکشور۔ ابواب الفتن صفحہ ۱۱۵، ۱۱۶ و مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ ترجمہ موسوم مظاہر حق جلد سوم صفحہ ۳۲۵

یہ حدیث نقل کرنے کے بعد مترجم و شارح مشکوٰۃ جناب مولانا قطب الدین تحریر

فرماتے ہیں:۔
"یعنی رسم اُن کی مطابق رسم میری کے ہوگی کہ وہ محمدؐ مہدی ہیں کہ نام اُن کا محمدؐ ہوگا اور لقب مہدی اور تخصیص عرب کی بسبب اصالت و شرافت اُن کی کے ہے والا اور حدیثوں میں آیا ہے کہ مالک تمام دنیا کے ہونگے۔ خواہ عرب خواہ عجم۔۔۔ ۔۔۔۔ الآخر" (حوالہ ایضاً)

مندرجہ بالا حدیث سے جہاں یہ ثابت ہوا۔ کہ وجودِ اہلبیتؑ قیامت تک کے لئے قائم ہے وہاں یہ بھی ظاہر ہوا۔ کہ زمانۂ آخر میں حضرت امام مہدیؑ تمام دنیا کے سربراہِ حکومت ہونگے۔ یعنی تمام دنیا کی واحد حکومت قائم ہوگی جس میں دینِ محمدی یعنی دینِ اسلام صحیح معنوں میں رائج ہوگا۔

پانچویں حدیث ۔ حلیۃ الاولیاء میں چالیس حدیثیں حافظ ابو نعیم نے جناب امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام کی شان میں تحریر کی ہیں۔ جن میں سے صرف دو حدیثیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

فرمایا جناب رسولِ اکرمؐ نے:۔

یا فاطمۃ اذا صارت الدنیا ھرجاوّ مرجا وصارت الفتن وانقطعت السبل وغارت بعضھم علی بعض فلا کبیر یرحم صغیرا ولا صغیر یوقر کبیرا فیبعث اللہ عند ذلک المہدی علیہ السلام من ولدک یفتح حصون الضلالۃ وقلوب المغلقۃ یقوم بالدین فی اٰخر الزمان کما قمت بہ فی اول الزمان و یملا الارض قسطا و عدلا کما ملئت جوراً وظلما ۔ یعنی (جناب سید المرسلینؐ نے اپنی دختر نیک اختر سے ارشاد فرمایا) اے فاطمہؑ جب دنیا میں تمام تر اختلاف اور فتنہ و فساد ظاہر ہوگا اور تمام راستے بند ہو جائینگے اور ایک دوسرے کو تباہ و غارت کرنے لگیں گے اور بڑا اپنے چھوٹے پر رحم نہ کرے گا۔ اور چھوٹا اپنے بڑے کی توقیر نہ کرے گا۔ تب خداوند تعالیٰ ایسے وقت میں

تیری اولاد سے جناب مہدی آخر الزمان علیہ السلام کو ظاہر فرمائیگا اور وہ تمام قلعہائے ضلالت کو فتح کرے گا۔ اور قفل زدہ قلوب کو کھول دے گا۔ اور وہ دنیا کے آخر زمانہ میں دین خدا کو اسی طرح قائم اور مستحکم کردے گا جس طرح کہ اول زمانہ میں خود میں نے کیا تھا اور دنیا کو پھر اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح قبل اس کے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ (دُرِ مقصود از ذوق بلگرامی صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹ بحوالہ حلیتہ الاولیاء حافظ ابو نعیم)

چھٹی حدیث :۔ ارشاد فرمایا جناب رسول اکرمؐ نے :۔

ویح ھذا الامۃ من ملوک الجبارۃ کیف یقتلون ویطردون الا من اظھر اطاعتھم فالمومن التقی یصانعھم بلسانہ ویفر منھم بقلبہ فاذا اراد اللہ تعالٰی ان یعید الاسلام عزیز اقصم کل جبار عنید وھو القادر علی من یشاء واصلح الامۃ بعد فسادھا یا حذیفۃ لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ ذلک الیوم حتی یملک رجل من اھل بیتی الملاحم فی یدیہ ویظھر الاسلام واللہ لا یخلف وعدہ وھو سریع الحساب ط

یعنی حضرت حذیفہؓ یمانی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ اے حذیفہؓ اس امت کا حال ملوک جابرہ کے ہاتھ سے کیا ہونے والا ہے۔ ان کے لوگ قتل ہونے والے اور جلاوطن کئے جانے والے ہیں سوائے اُن کے جو ان کی اطاعت اختیار کرلیں گے۔ پس مومن پرہیزگار زبانی ان سے مصالحت رکھے گا۔ اور دل سے اُن سے نفرت کرے گا۔ پس جب خدا تعالٰی کا یہ ارادہ ہے کہ وہ دین اسلام کو پھر سے عزت دے اور ہر کینہ ور ظالم کو ذلیل و خوار کرے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے تو بعد فساد کے وہ

اس اُمت کی پوری اصلاح حال فرمائے گا۔ لے حذیفہؓ اگر حیاتِ عالم میں سے صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدائے تبارک و تعالےٰ اُس کو طولانی فرمادے گا۔ اور اُس دن کا مالک میرے اہلبیتؑ میں سے ایک ایسے بزرگ کو کرے گا جس کے ہاتھ تمام انبیاءؑ کے آثار ہونگے وہ اسلام کو پاک و پاکیزہ کردے گا۔ اور خدا تعالےٰ کبھی خلاف وعدہ نہیں کرتا اور وہ سب سے زیادہ حساب لینے والا ہے۔ (حوالہ ایضاً)

مندرجہ بالا ہر دو احادیثِ رسولؐ یعنی ۵ ، ۶ پر ایک دفعہ پھر غور فرمائیں۔ پھر موجودہ حالات پر نظر دوڑائیں۔ کیا اسلام وہی اسلام رہا ہے جو رسولِ اسلام نے جاری کیا تھا؟ کیا اسلام میں نئے نئے مسائل داخل نہیں کئے جا چکے اور جا رہے؟ کیا تفسیرِ قرآن کو اپنی رائے کے تابع نہیں کر دیا گیا؟ کیا دنیا کی جملہ مسلمانوں کی مملکتوں میں خالص اسلامی قانون رائج ہے؟ اور کیا یہ سب ایک ہی خلیفۃ اللہ فی الارض یعنی ایک ہی منجانب اللہ امامِ وقت کی زیرِ نگرانی کام کر رہی ہیں؟ کیا یہ سب عیسائی مملکتوں کے زیرِ اثر نہیں ہیں؟ اور اگر سیاسی طور پر زیرِ اثر نہ بھی سمجھا جائے (اگرچہ ایسا نہیں) تو کیا اپنے طور طریقوں۔ رسم و رواج اور دستور العمل میں عیسائی مملکتوں کی تقلید نہیں کی جا رہی؟ اگر چشمِ دل سے ان سوالات پر غور فرمادیں اور حالاتِ زمانہ کا تجزیہ کریں تو مندرجہ بالا کسی ایک سوال کا جواب بھی آپ کو اسلام کے حق میں نہ ملے گا۔ کیا عیسائی ممالک کے زیرِ اثر جو کہ اپنے مذہب کی رو سے اپنے ملک کی حکومت چلانے میں ناکام رہے کیونکہ اُن کے وضع کردہ اصولوں میں اس کی گنجائش ہی نہ تھی۔ لہٰذا کلیسا سے ناطہ توڑ کر اپنی سیاست کو دین سے جدا کر بیٹھے۔ اور بالآخر حکمِ خدا کے مقابلہ میں شخصی رائے کے پابند ہوگئے اور جمہوریت کا طریقہ رائج کیا۔ مسلمانوں نے بھی اسی طریقے کو پسند نہیں کر لیا؟ بلکہ بعض علماءِ اسلام بھی اسی لپیٹ میں آ کر "اسلامی جمہوریت" کا نعرہ لگانے میں مشغول ہو گئے۔ رسولِ اسلام کے زمانہ میں کونسا جمہوری طریقہ رائج تھا۔ کون سے الیکشن ہوتے تھے سربراہِ حکومت کلی طور پر مختار تھا جب عہدِ رسولؐ میں یہ طریقہ نہ تھا تو بعد از رسولؐ تا قیامت اس طریقے کو اپنانا سراسر خلافِ اُسوۂ حسنہ ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا کیا وہ حالات

جن کا ذکر مندرجہ بالا ہر دو احادیث رسولؐ (ع۵ و ع۶) میں موجود ہے پیدا نہیں ہو چکے؟ یقیناً زمانہ حاضرہ میں مہدیؑ دوراں کی ضرورت پہلے کی نسبت کہیں زیادہ بڑھ چڑھ گئی ہے اور انسان اپنی ظاہری و باطنی آنکھوں سے ظہور قائم آل محمدؐ کا منتظر ہے۔ بقول حکیم مشرق اقبالؒ ؎

اے سوارِ اشہبِ دوراں بیا — اے فروغِ دیدہ امکاں بیا...
شورشِ اقوام را خاموش کن — نغمۂ خود را بہشتِ گوش کن
خیز و قانونِ اخوت ساز دہ — جام صہبائے محبت باز دہ
باز در عالم بیار ایام صلح — جنگجویاں را بدہ پیغام صلح...

(اسرارِ خودی)

کیا موجودہ دنیا انتہائی فسق و فجور میں مبتلا نہیں ہو چکی! اور تمام عالم کے لئے متوقع تباہ کن جنگ کے لئے دو مخصوص گروہ لنگر لنگوٹے نہیں کس رہے۔ کیا ان کو پیغام صلح دینے اور دنیا میں ایام صلح لانے والے کی ضرورت پہلے سے کہیں بڑھ نہیں چکی۔ یہی مقصد جناب پیغمبرِ اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مندرجہ بالا احادیث کا ہے۔

ساتویں حدیث: وعن ام سلمہ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول المہدی من عترتی من ولد فاطمۃ (اخرجہ ابوداؤد و نسائی و البیہقی والدیلمی۔ ارجح المطالب علامہ عبید اللہ پارچہارم ص۳۶۹ در بیان احادیث مروجہ متعلق وجود صاحب الامر علیہ السلام فی اولاد سیدہ) یعنی حضرت ام المومنین ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی میری عترت یعنی اولاد فاطمہ علیہا السلام میں سے ہوگا۔

آٹھویں حدیث: وعن ام سلمۃ قالت ذکرت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المہدی فقال نعم ہو حق وہو من ولد فاطمۃ (رواہ ابن المناوی فی الملاحم۔ ارجح المطالب پارچہارم ص۳۶۹) یعنی جناب ام المومنین ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ مہدی کا

ہونا صحیح ہے۔ حضورؐ نے فوراً جواب دیا۔ ہاں۔ یہ بالکل حقیقت ہے اور وہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد میں سے ہوگا۔

مندرجہ بالا ہر دو احادیث (ع ۸ و ع ۹) سے وجود امام آخر الزمان کی زیادہ وضاحت ہوگئی۔ ایک تو آمدِ مہدیؑ کو خود رسولؐ نے ایک امرِ واقعی یعنی حقیقت تسلیم فرمایا۔ دوسرے اس وجود کی ایسی نشاندہی فرما دی کہ مہدیؑ کو پہچاننے میں ایک حد تک مغالطہ نہیں کھایا جا سکتا۔ یعنی اولاد جناب سیدۃ النساءؑ میں سے ہونا۔ زمانہ حاضرہ پر نگاہ ڈالئے اور پھر قدرت کی ستم ظریفی پر غور فرمایئے۔ دو ہی جماعتیں اس وقت ایسی موجود ہیں جن کے بانیوں نے "مہدیِ موعود" ہونے کا دعوٰے کیا۔ اگرچہ مہدیؑ ہونے کا دعوٰے تو بہت سوں نے کیا اور گذر گئے اور ان ہر دو جماعتوں کے بانی بھی مدت ہوئی اللہ کو پیارے ہو چکے مگر زمانہ کے بعض حالات و سیاسیات ان جماعتوں کو منظم کرنے میں معاون ثابت ہوئے۔ بہرحال دو ہی جماعتیں اس وقت نمایاں ہیں۔ ایک کا جنم ایران میں ہوا۔ دوسری کا ہندوستان میں۔ دونوں نے اپنے ذرائع کی وجہ سے دنیا کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ مگر احادیث پیغمبر اکرمؐ ہماری رہنمائی فرماگئیں۔ یعنی دونوں کے بانیوں میں سے ایک بھی اولاد سیدۃ النساء فاطمہؑ میں سے نہ تھا۔ ہر دو مغل خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ سادات بنی فاطمہؑ ہونا تو درکنار وہ خاندانِ رسولؐ کے کسی دوسرے فرد کی اولاد میں سے بھی نہ تھے۔ بہرحال یہ احادیثِ رسولؐ بھی ہمارے مقصد کی کافی وضاحت فرماتی ہیں۔

نویں حدیث:۔ عن علی ابن الھلالی المکی قال دخلت علیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم طرفہ ایھا فقال حبیبتی فاطمۃ ما الذی یبکیک فقالت اخشی الضیعۃ من بعدک فقال حبیبتی اما علمت ان اللّٰہ عزوجل اطلع الیٰ اھل الارض اطلاعۃ فاختار منھا ۔۔۔۔۔ الاٰخر (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر و ابونعیم و السیوطی فی عرف الوردی۔ ارجح المطالب علامہ عبید اللہ ص ۲۹۱ بار چہارم) یعنی "علی بن الہلالی المکی فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی مرض الموت میں حضورؐ کے پاس گیا جناب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

امامیہ کتب خانہ لاہور کے چند انمول موتی

تفسیر امام حسن عسکری

جو عرصہ سے نایاب تھی اب چھپ کر تیار ہو گئی ہے [illegible]

جو امامیہ سلسلہ کے گیارھویں امام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام [illegible]

[illegible]

آثار حیدری

[illegible]

[illegible] فاطمہ

[illegible]

التفریق والتحریف فی الاسلام

مصنفہ آقا محمد سلطان مرزا [illegible]

[illegible]

ملنے کا پتہ:۔ امامیہ کتب خانہ مغل حویلی حلقہ نمبر ۲۳ اندرون موچی دروازہ لاہور

اللہ شوق دے تو کتابیں پڑھا کریں

[illegible] معارف اسلام خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھائیں تمام آمدنی اشاعت دین پر صرف ہوتی ہے

مصنفہ آقا محمد سلطان مرزا [illegible]	نہج البلاغہ مترجم سید رئیس احمد جعفری [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

ترسیل زر بنام:۔ مدیر اعزازی ادارہ معارف اسلام [illegible] لاہور

خط و کتابت بنام:۔ مہتمم دفتر ادارہ معارف اسلام [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۵

مطبوعات ادارہ معارف اسلام

۱ اسرار توحید (از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام)

۲ فلفہ تفسیر بالرائے معہ ضمیمہ معارف القرآن
(از علامہ سید امداد حسین کاظمی و علامہ الحاج مرزا احمد علی)

۳ مواعظ حسنہ (علامہ شیخ عبدالعلی الہروی

۴ اخلاق المعصومین (از علامہ سید امداد حسین کاظمی)

۵ اسلامی معاشرہ تعلیمات اہلبیت) ترجمہ معارف الاخوان صدوق
(از سید مرتضیٰ حسین)

۶ اسلامی عقائد (تعلیمات اہلبیت) از ادیب اعظم سید ظفر حسن امروہی

۷ معارف نبوت والامامت (از ڈاکٹر سید احمد حسین نقوی)

۸ حکومت ربانی (از ڈاکٹر حسین فاروقی)

۹ نوائے اقبال (از علامہ الحاج مرزا احمد علی)

۱۰ مہدی موعود (از علامہ الحاج مرزا احمد علی)

۱۱ موازنہ حق و باطل (از سید علی احمد شاہ سابق صدر حکومت آزاد کشمیر)

۱۲ دلیل عزا (از علامہ الحاج مرزا احمد علی)

و دیگر کتب منگوا کر خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھائیے
تمام آمدن صرف تبلیغ دین پر صرف ہوتی ہے

المشتہر - مینیجر دفتر ادارہ معارف اسلام (رجسٹرڈ) لاہور (مرکز)
شاہ عالم مارکیٹ

غیاث الدین (سیکرٹری ادارہ معارف اسلام) پرنٹر و پبلشر نے تعلیمی پرنٹنگ پریس سرکلر روڈ - لاہور میں
دفتر ادارہ معارف اسلام (رجسٹرڈ) لاہور شاہ عالم مارکیٹ ۹/ بی شیخ مینشن سے شائع کیا